ماہنامہ انوارِ مدینہ

جلد : ۱۸	ذیقعدہ ۱۴۳۱ھ / اکتوبر ۲۰۱۰ء	شمارہ : ۱۰

سیّد محمود میاں	**سیّد مسعود میاں**
مدیر اعلیٰ	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914 (0954) MCB

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 35330311 - 042

خانقاہِ حامدیہ : 35330310 - 042

فون/فیکس : 37726702 - 042

رہائش ''بیت الحمد'' : 36152120 - 042

موبائل : 4249301 - 0333

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
کِتَابُ الطِّبُّ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۰
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۱۵
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۱
حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۳
اِسلام کی اِنسانیت نوازی	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۲۸
گلدستۂ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۳۲
توبہ نامہ	جناب پروفیسر یوسف سلیم صاحب چشتی مرحوم	۳۷
سفرنامہ....... چھ دِن مراکش میں	جناب مولانا ضیاء المحسن صاحب طیب	۴۸
دینی مسائل		۵۴
نعت النبی آقائے دوجہاں ختمی مرتبت ﷺ	جناب جمشید عالم منوؔر صاحب صدیقی	۵۵
خانقاہِ حامدیہ اور رمضان المبارک		۵۶
تقریظ وتنقید		۵۸
اَخبار الجامعہ		۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد!

پاکستانی خاتون عافیہ صدیقی جو سات برس کے طویل عرصہ سے امریکہ میں قید ہیں اُن پر دہشت گردی کے تحت سات خود ساختہ اِلزامات لگا کر امریکہ کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ یک طرفہ مقدمہ بازی کے بعد ۲۳ر ستمبر کو نیویارک کی عدالت نے عافیہ صدیقی کو ۸۶ برس کی قید کا حکم سُنایا۔

اِس غیر منصفانہ فیصلہ پر پاکستان میں شدید عوامی ردِّعمل ہوا مگر حکومتی سطح پر مکمل بے حسی کا مظاہرہ کیا گیا حتی کہ پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں اَور حزبِ اِختلاف نے بھی زبانی جمع خرچ پر اِکتفاء کرتے ہوئے امریکہ کی نمک حلالی کی، صرف مذہبی سیاسی جماعتوں کی طرف سے ردِّعمل سامنے آیا۔

جبکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ اَب سے بہت پہلے حزبِ اِقتدار اَور حزبِ اِختلاف مل کر مشترکہ طور پر فوری اَور شدید ردِّعمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے قوم کی بیٹی کی عصمت و آبرو کی حفاظت اَور باعزت واپسی کے لیے عملی اِقدامات کرتی مگر اَب بہت کچھ ہو جانے کے بعد سوائے رسمی ہمدردیوں کے قوم کے قائدین نے کچھ نہ کیا۔

اِس سارے اَفسوس ناک عمل کے سب سے بڑے ذمہ دار بلکہ مجرم پاکستان کے سابق آمر پرویز مشرف اَور اُن کے رُفقاء ہیں اِن کے بعد پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت بھی اِس سانحہ کی پوری طرح ذمہ دار ہے جس نے سابق آمر کی پالیسیوں کو جاری رکھتے ہوئے اِن کو مکمل دوام بخشا مگر قوم کی بیٹی کا سودا کرنے والے اپنے انجامِ بد سے بے فکر نہ ہوں، عافیہ اَور اُس جیسی بہت سی قابلِ فخر مسلم دُنیا کی بیٹیوں کی قربانیاں اَور شہداء کا خون رنگ لا کر رہے گا آج نہیں تو کل ضرور حق کا بول بالا ہوگا۔

ہماری دُعا ہے کہ حق کا بول بالا کرنے والے اِن مظلوموں کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اِن کو اَور اِن کے لواحقین کو بلند ہمتی اَور صبر واِستقامت عطا فرمائے، آمین۔

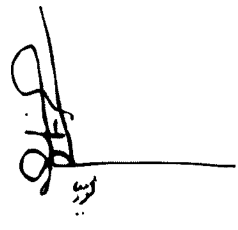

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کی مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضراتِ اَنصارؓ کے شہدا کی تعداد سب سے بڑھ کر ہے، مہاجرین کو اَپنے یہاں بسایا سات دن بعد تدفین، لاش خراب نہ ہوئی۔ ۸۰ برس کی عمر میں جہاد جمعہ مکہ میں فرض ہو چکا تھا مگر پڑھا مدینہ میں گیا

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 63 سائیڈ A 1986 - 10 - 31)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ **مَا نَعْلَمُ حَیًّا مِّنْ اَحْیَاءِ الْعَرَبِ اَکْثَرَ شَھِیْدًا اَعَزَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنَ الْاَنْصَارِ** عرب کے قبائل میں سب سے زیادہ شہادت پانے والے صحابہ کرام میں اَنصار ہیں اَور بہت اہم مواقع پر اِن کی شہادت ہوئی ہے اُحد کے موقع پر یہ تقریبًا ستّر شہید ہوئے بیر معونہ (کے موقع پر) یہ ستّر شہید ہوئے اَور یمامہ کے دِن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ستّر شہید ہوئے۔[1]

ہجرت فرض تھی مسلمانوں کے لیے تو صحابہ کرام میں اَنصار نے تو بہت ہی زیادہ یہ کام کیا ہے کہ جو اِسلام قبول کر کے یہاں مدینہ منورہ مہاجر ہو کر آجاتے تھے (تو اُن کو فورًا ٹھکانہ دیتے تھے) **اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ** جانیں قبض کرتے

---

[1] مشکٰوۃ شریف ص ۵۸۱

ہیں فرشتے تو پوچھتے ہیں اُن سے کہ تم کس چیز میں تھے لگے ہوئے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو بہت کمزور تھے تو اُن سے کہا جاتا ہے اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم وہاں ہجرت کر کے چلے جاؤ اَور اپنے دینی اَرکان واجبات فرائض اَدا کرو تعلیمی سلسلہ جاری رکھو دین کے اَحکام سیکھتے رہو قرآنِ پاک سیکھتے رہو یاد کرتے رہو تو اَرْضُ اللّٰہِ سے مراد مدینہ منورہ لیا ہے مفسرین نے ایسا بھی لکھا ہے۔ ایسی صورت میں کہ جب اُس میں تمام چیزوں کے باوجود کوتاہی کی ہو تو اُس کو سزا دی جاتی تھی اللہ کے یہاں تو فَاُولٰئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَسَآءَ تْ مَصِیْرًا اِسلام نہ قبول کرنا اَور دِل کا (دُوسری طرف) مائل ہونا اَور وجہ اُس کی صرف یہ کہ اپنے رہنے کی جگہ سے محبت یا وسائل سے محبت تو دُنیا کو آخرت پر ترجیح دینا یہ چیز ایسی تھی کہ ترکِ فرض ہو گیا اِس میں کہ نہ وہ نماز پڑھ سکتا ہے نہ جماعت کر سکتا ہے نہ جمعوں میں شریک ہو سکتا ہے وغیرہ۔

جمعہ دیہات میں نہیں پڑھا جا سکتا :

تو جمعہ کی فرضیت تو اُس وقت ہو گئی تھی کہ جب رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم مکہ مکرمہ میں تھے لیکن پڑھا آپ نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد ہے، مدینہ منورہ کے اَطراف میں قریب کی بستی قباء میں قیام فرمایا ہے تو دو ہفتے کے قریب رہے چودہ دن تو اِس میں ایک یا دو جمعے تو ضرور آئے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ نے وہ نہیں پڑھے ہیں ظہر ہی پڑھی ہے جب مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے ہیں تو پھر جمعہ پڑھا ہے، وہاں مسجد تھی موجود پہلے سے ایک بنی سالم کی اُس میں کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا ہے پھر آپ نے فوراً ہی اپنی مسجد کی جگہ بنالی اَور وہاں نماز شروع فرمادی آپ نے، مسجد بننے سے پہلے جو شکل تھی اُس کی (تو وہ یہ کہ) وہاں بکریاں بندھا کرتی تھیں تو گویا بکریوں سے جو حصہ بچا ہوا تھا صاف تھا یا اَلگ رکھ رکھا تھا اُس پر اَدا کرتے رہے ہیں نماز کبھی کہیں اَور جانا ہوتا تو بھی اِسی طرح پڑھ لیتے تھے نماز۔ اُس کے بعد حکم ہو گیا کہ مسجدوں کو پاکیزہ رکھا جائے تو وہ پاکیزہ رکھی گئیں۔

تو اَنصار نے تو بے حد تعاون کیا ہے جو مسلمان ہوتے چلے جاتے تھے وہ یہاں (مدینہ منورہ) آجاتے تھے اَور جب یہاں آجاتے تھے تو اُن کے ساتھ اَنصار نے بہت کچھ کیا ہے حتّٰی کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ جو اِن کے ذمہ ہے یہ پورا کر چکے ہیں وَبَقِیَ الَّذِیْ لَھُمْ .

اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ جو اِن کا حصّہ ہے وہ باقی ہے یعنی اِنہوں نے اِتنا کام کیا ہے کہ جو اِن کے ذمّہ ہوتا تھا وہ پورا کر چکے اَور جو اِن کو اَجر خدا کی طرف سے ملنا تھا وہ باقی ہے دُنیا اَور آخرت دونوں میں ۔

اَنصار کے متعلق خاص ہدایت :

آئندہ آنے والوں کو ہدایت فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے کہ جو بھی حاکم ہو وہ اَنصار کے ساتھ اچھا سلوک کرے فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِہِمْ وَیَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِیْئِہِمْ یا فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِہِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِیْئِہِمْ [1] اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ جو اچھے کام کریں اُن کو قبول کرو سمجھو اُنہیں کہ وہ واقعی اچھے ہیں اَور وہ ٹھیک کیے ہیں اُنہوں نے اچھی نیت سے کیے ہیں اَور اگر کسی سے غلطی ہو تو جہاں تک ہو سکے تجاوز کرو اُس کو چھوڑ دو گرفت نہ کرو یہ ہدایات اِس طرح کی دیں ۔

کبھی اَور بھی کچھ فرمایا اَنصار کے بارے میں کہ اگر ہجرت نہ ہوتی اَور ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں کہتا کہ میں بھی اَنصار میں سے ہوں اَور اگر لوگ کسی طرف چلیں اَور اَنصار کسی دُوسرے راستے پر چلیں تو میں اُس راستے کو پسند کروں گا جہاں اَنصار گزریں ہیں اُسی راستے سے میں بھی گزروں [2] تو اِس طرح کے کلمات حدیث شریف میں بہت زیادہ آئے ہیں تعریف کے، یہ بھی فرمایا کہ آئندہ کو تم لوگ ایسے دیکھو گے کہ تمہارے اُوپر دُوسروں کو ترجیح دی جائے گی تو (انہوں نے دریافت کیا کہ) ہم کیا کریں؟ تو فرمایا کہ فَاصْبِرُوْا صبر کرنا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ [3] یا تَلْقَوُا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ عَلَی الْحَوْضِ حتّٰی کہ تم حوض پر ملو مجھ سے اُن کو صبر کی تلقین فرمائی ۔

اَب اُن میں جو کام کرنے والے حضرات ہیں جہاد میں حصّہ لینے والے حضرات ہیں بہت بڑی تعداد اُن کی بنتی ہے یہاں آتا ہے کہ اَنصار اُحد کے دِن بھی شہید ہوئے اَور بیرِ معونہ میں شہید ہوئے یمامہ میں شہید ہوئے عَلٰی عَھْدِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَور بدر میں بھی بہت بڑی تعداد اَنصار کی بنتی ہے کم تعداد مہاجرین کی بنتی ہے تو بدری بھی وہی حضرات ہیں ۔

اِن ہی کو بیعتِ عقبہ کا شرف بھی حاصل ہے :

بیعتِ عَقَبَہ کرنے والے وہ صرف مدینہ ہی والے حضرات ہیں اُن ہی کو یہ شرف حاصل ہے جتنی دفعہ

---

[1] بخاری شریف ص ۵۳۶ [2] بخاری شریف ص ۵۳۳ [3] بخاری شریف ص ۵۳۵

بھی بیعتِ عَقَبَہ ہوئی ہے اُس میں وہ شامل رہے ہیں اَور اُنہوں نے عہد کیے ہیں کہ ہم وہاں خدمت میں کسی قسم کی کوتاہی بالکل نہ کریں گے اَور جان اَور مال سے اَور اِتنا کہ جتنا اپنے اَور اپنے گھر والوں کو سمجھتے ہیں اُس سے زیادہ جناب کو سمجھیں گے اِس پر وہ قائم رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کرام بھی جانتے تھے یہ۔

جھوٹی نبیہ اَور جھوٹے نبی نے بیاہ رَچا لیا :

یہ جو آتا ہے یمامہ، تو یہ مسیلمہ کذاب والی لڑائی ہے یہ جو مدعیٔ نبوت تھا اِس میں ایک اَور مدعیۂ نبوت آ گئی تھی ''سجّاح'' (اُس کا نام تھا) وہ اِس کو نہیں مانتی تھی کہتی تھی جھوٹا ہے یہ، بعد میں اِن کی کہیں ملاقات ہوگئی تو پھر ایک نے دُوسرے کو تسلیم کر لیا اَور شادی بھی ہوگئی آپس میں اِن کی اَور اُس سے مقابلہ ہوا ہے مسلمانوں کا اَور سخت مقابلہ ہوا ہے بنو حنیفہ اُس کا قبیلہ تھا اَور اُسی میں سے جو گرفتار ہو کر قیدی آئے تھے عورتیں آئی تھیں اُن میں حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ایک آئیں عورت اُن سے جو پیدا ہوئے ہیں اُن کا نام محمد ہے یہ محمد ابن حنفیہ کہلاتے ہیں یہ اُنہی سے ہوئے ہیں پیدا، تو بنو حنیفہ نے زبردست مقابلہ کیا ہے، بہت نقصان ہوا ہے مسلمانوں کا بڑی تعداد میں شہید ہوئے ہیں اہلِ بدر بھی بہت سارے اُس میں شہید ہوئے ہیں اَور اہلِ بدر میں خاصی تعداد ملتی ہے کہ جب وفات ہوئی ہے اُن کی تو شہادت کے ساتھ ہوئی ہے جہاد میں ہوئی ہے۔

اَسّی برس کی عمر میں جہاد :

اَب اَبو اَیوب اَنصاری رضی اللہ عنہ بس جہاد ہی کرتے رہے ہیں ساری عمر سوائے ایک دفعہ کے کہ اُس دفعہ طبیعت نے اُن کی قبول نہ کیا اُس میں شامل ہونے کو کوئی نوعمر تھا جو اُس کا سردار تھا تو طبیعت نہیں مانی اُن کی اُس دفعہ، تو نہیں گئے تھے ورنہ جاتے ہی رہے ہیں حتّٰی کہ وہیں قسطنطنیہ کے پاس ہی علیل ہوئے ہیں اَور وفات ہوئی ہے عمر اُن کی اَسّی سے بھی متجاوز ہو چکی تھی اَور جہاد کا شوق تھا۔

صحابہؓ اَور شوقِ جہاد: سات دِن بعد تدفین، لاش خراب نہ ہوئی :

صحابۂ کرام میں جہاد کا شوق یہ عجیب چیز ملتی ہے اَور اِتنا زیادہ ہے کہ وہ لکھتے ہیں ایک صاحب کہ ہمارے والد صاحب تھے بس اللہ تعالیٰ کی یہ آیت اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا کسی نے پڑھی ذہن میں آیا کہ میں جاتا ہوں جہاد میں عمر رسیدہ اَور ضعیف تھے کہنے لگے جاؤں گا بیٹوں نے کہا ہم جا رہے ہیں تو اُنہوں نے کہا کہ

یہ تو خطاب سب کو ہے اُس میں میں بھی ہوں، گئے پھر جہاد میں اَور جہاد میں نوبت آگئی کہیں بحری سفر کی بحری سفر کیا اُس میں اُن کی وفات ہوگئی چھ سات دِن کشتی ہی میں اُن کی لاش رہی ہے اَور بالکل صحیح سالم رہی ہے جب وہاں اُترے ہیں تو اُن کی تدفین ہوئی ہے تو اُنہوں نے اِسی طرح سمندر میں نہلا کر جیسا کہ قاعدہ ہے اُس پر عمل نہیں کیا اُن کی سمجھ میں یہی آیا کہ اَب کشتی آجائے گی کنارے پر تو بس وہیں دفن کریں گے لاش نہیں بگڑی ہوگی تو پھر اَور ہمت ہوگئی اِن کی یا کوئی اَور وجہ ہوئی ہوگی، ذہن میں اِلقاء اِسی طرح ہوا اُن حضرات کے کہ اِن کی لاش کو رکھے رکھو وہ رکھے رکھی لاش تو اُن کے ذوقِ جہاد کا عجیب حال ملتا ہے اَور یہ بہت بڑی چیز ہے۔ تو اُس قوم کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کر سکتی جس میں جذبۂ جہاد پیدا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے اَور آخرت میں اِن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء ....

وفیات

☆ ۳؍شوال المکرّم/۱۳؍ستمبر کو جامعہ تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر کے بانی وشیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب پلندری ؒ طویل علالت کے بعد اِنتقال فرما گئے۔ ☆ کراچی کے جناب شیخ عرفان صاحب کے والد الحاج محمد اِدریس صاحب گزشتہ ماہ سرطان کے مرض میں مبتلا رہ کر وفات پاگئے۔ ☆ بزم یوسف سلیم چشتی کے صدر جناب سیّد زین العابدین صاحب طویل علالت کے بعد کراچی میں رحلت فرما گئے۔ ☆ حضرت مولانا مفتی شمس الدین صاحب کی اہلیہ محترمہ گذشتہ ماہ حیدر آباد میں اِنتقال فرما گئیں۔ ☆ جامعہ مفتوحہ للمسلمات کی پرنسپل محترمہ ساجدہ دین محمد کے بھائی گزشتہ ماہ وفات پاگئے۔ ☆ جامعہ مدنیہ جدید کے خیر خواہ جناب محمد اِقبال صاحب کی اہلیہ محترمہ گذشتہ ماہ وفات پاگئیں۔ ☆ جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا محمد صابر صاحب کے چچا گزشتہ ماہ وفات پاگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اَیصالِ ثواب کرایا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۴۱

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

کِتَابُ الطِّبُ

مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً . (بخاری شریف ص ۸۴۷).

''اللہ تعالیٰ نے جو بیماری بھی اُتاری ہے اُس کی دوا بھی اُتاری ہے۔''

اَور ابوداؤد میں ہے وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ . (مشکوۃ ص ۳۸۸)

''اَور حرام چیز سے دَوا نہ کرو۔''

اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلَاثَۃٍ فِیْ شَرْطَۃِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَۃِ عَسْلٍ اَوْ کَیَّۃٍ بِنَارٍ وَاَنَا اَنْھٰی اُمَّتِیْ عَنِ الْکَیِّ . (مشکوۃ ص ۳۸۷)

''شفاء تین چیزوں میں ہے سینگی لگانے میں یا شہد پینے میں یا آگ سے دَاغنے میں۔ اَور میں اپنی اُمت کو دَاغنے (کے علاج) سے منع کرتا ہوں۔''

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اَخِیْ تَشْتَکِیْ بَطْنُہٗ فَقَالَ اِسْقِہٖ عَسْلًا ثُمَّ اَتَاہُ الثَّانِیَۃَ فَقَالَ اِسْقِہٖ عَسْلًا ثُمَّ اَتَاہُ الثَّالِثَۃَ فَقَالَ اِسْقِہٖ عَسْلًا ثُمَّ اَتَاہُ فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ اِسْقِہٖ عَسْلًا فَسَقَاہُ فَبَرَأَ . (بخاری ص ۸۴۸)

''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اُس نے عرض کیا کہ میرے بھائی کے پیٹ میں تکلیف ہے آپ نے اِرشاد

فرمایا کہ اُسے شہد پلاؤ وہ دوبارہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ اُسے شہد پلاؤ پھر تیسری دفعہ حاضر ہوا آپ نے فرمایا اُسے شہد پلاؤ۔ وہ پھر آیا کہنے لگا کہ میں نے اِرشاد پر عمل پورا کردیا ہے تو آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اَور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اُسے شہد پلاؤ اُس نے پلایا تو وہ اچھا ہوگیا۔''

(قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ . (پ ۱۴ رکوع ۱۴) ''شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے اُس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اُس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے۔'')

فَقَالَ لَنَا (اِبْنُ اَبِیْ عَتِیْقٍ) عَلَیْکُمْ بِهٰذِهِ الْحُبَیْبَةِ السَّوْدَاءِ فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطِرُوْهَا فِیْ اَنْفِهٖ بِقَطَرَاتِ زَیْتٍ فِیْ هٰذَا الْجَانِبِ وَ فِیْ هٰذَا الْجَانِبِ فَاِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِیْ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامُ قُلْتُ وَمَا السَّامُ؟ قَالَ اَلْمَوْتُ . (بخاری شریف ص ۸۴۸)

''ہم سے ابنِ ابی عتیق نے کہا کہ سیاہ چھوٹے دانے ضرور استعمال کرو اِس کے پانچ دانے لے لو یا سات دانے، اِنہیں رگڑ لو پھر اُنہیں زیت (روغنِ زیتون) کے قطروں میں ملا کر اُس کی ناک میں ٹپکا دو اِس طرف اَور اُس طرف کیونکہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا ہے کہ اُنہوں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ سیاہ دانہ سوائے سام کے ہر بیماری کا (علاج) اَور شفاء ہے۔ میں سے دریافت کیا ہے کہ سام کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ موت۔''

قَالَ ابْنُ شَهَابٍ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّوْنِیْزُ. (بخاری ص ۸۴۹)

''محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سیاہ دانہ شونیز ہے۔''

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا کَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِیْنِ لِلْمَرِیْضِ وَلِلْمَحْزُوْنِ عَلَی الْهَالِكِ وَکَانَتْ تَقُوْلُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ التَّلْبِیْنَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِیْضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ . (بخاری شریف ص ۸۴۹)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ وہ بیماری کے لیے دَلیہ کا حکم فرمایا کرتی تھیں اَور اُس کے لیے بھی جو موت کے صدمہ سے غمگین ہو۔ اَور فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے جناب ِ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ دَلیہ بیمار کے دِل کو راحت دیتا ہے اَور کچھ بارِ غم ہلکا کرتا ہے (فرحت بخش ہے)۔''

عَنْ اُمِّ قَیْسٍ (بِنْتِ مِحْصَنٍ) قَالَتْ دَخَلْتُ بِاِبْنٍ لِّیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَقَدْ اَعْلَقْتُ عَلَیْہِ مِنَ الْعُذْرَۃِ فَقَالَ عَلَامَ تَدْغَرْنَ اَوْلَادَکُنَّ بِھٰذَا الْعِلَاقِ عَلَیْکُنَّ بِھٰذَا الْعَوْدِ الْھِنْدِیِّ فَاِنَّ فِیْہِ سَبْعَۃَ اَشْفِیَۃٍ مِّنْھَا ذَاتُ الْجَنْبِ وَیُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَۃِ وَیُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. (بخاری شریف ص ۸۵۲)

''حضرت اُمِ قیس بنت محصن سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ میں اپنے بچہ کو لے کر جناب ِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اَور میں نے اِس کا تالو چڑھا رکھا تھا۔ آپ نے اِرشاد فرمایا اپنے بچوں کے تالو کو ہاتھ سے نچوڑ کر کیوں ٹھیک کرتی ہو تم یہ عودِ ہندی ضرور استعمال کیا کرو کیونکہ اِس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے اُس میں سے ایک نمونیہ ہے، تالو کی تکلیف میں ناک میں دوا ڈالی جائے اَور نمونیہ میں چٹائی جائے۔''

وَفِیْ بَابِ الْعُذْرَۃِ '' یُرِیْدُ الْکُسْتَ وَھُوَ الْعُوْدُ الْھِنْدِیُّ ''۔ کُسْت عودِ ہندی کو کہتے ہیں۔ وَفِیْ بَابِ ''ذَاتِ الْجَنْبِ''یُرِیْدُ الْکُسْتَ یَعْنِی الْقُسْطَ قَالَ (الزُّھْرِیُّ) وَھِیَ لُغَۃٌ (ص۸۵۲) کُسْتُ یَعْنِی قُسط اَور کاف سے بھی لُغت میں مستعمل ہے۔

وَفِیْ '' بَابِ الْحَجَامَۃِ مِنَ الدَّاءِ''اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَیْتُمْ بِہِ الْحَجَامَۃُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِیُّ

''بہترین علاج جو تم کرتے ہو سینگی لگوانا اَور قسطِ بحری (کا استعمال کرنا) ہے۔

اَلْکَمْاَۃُ مِنَ الْمَنِّ وَمَائُھَا شِفَاءٌ لِّلْعَیْنِ. (بخاری شریف ص ۸۵۰)

''کھنبی''،''مَنْ'' کی قِسم ہے اَور اِس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے۔

مرضِ وفات میں بخار میں فرمایا :

ھَرِیْقُوْا عَلَیَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحَلَّلْ اَوْکِیَتُھُنَّ لَعَلِّیْ اَعْھَدُ اِلَی النَّاسِ. (بخاری شریف ص ۸۵۱)

''میرے اُوپر سات ایسے مشکیزے جنہیں کھولا نہ گیا ہو ڈالو شاید میں لوگوں کے پاس جا سکوں۔''

غزوۂ اُحد کے موقع پر اِرشاد فرمایا :

فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمِدَتْ اِلٰى حَصِيْرٍ فَاَحْرَقَتْهَا وَاَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَقَأَ الدَّمُ. (بخاری ص ۸۵۲)

''جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا پانی سے خون بہنے میں اِضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے تو اُنہوں نے ایک چٹائی لے کر جلائی اَور اُسے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے زخم پر لگایا تو خون رُک گیا۔''

اِرشاد فرمایا :

اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ . (بخاری شریف ص ۸۵۲)

بخار جہنم کی جھونک رہے اِسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

اِرشاد فرمایا :

اِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا. (بخاری شریف ص ۸۵۳)

جب تم کسی علاقہ میں طاعون کی خبر سنو تو وہاں کی سرزمین میں نہ داخل ہو اَور جب کسی سرزمین میں یہ پھیلے اَور تم وہاں ہو تو وہاں سے مت نکلو۔

بَابُ التَّدَاوِی بِالْحِنَّاءِ (ترمذی ج ۲ ص ۲۶)

عَنْ سَلْمٰی (خَادِمَةِ النَّبِیِّ ﷺ) قَالَتْ مَاكَانَ يَكُوْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَرْحَةٌ وَّلَا نَكْبَةٌ اِلَّا اَمَرَنِیْ اَنْ اَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَّاءَ. (مشکوۃ ۳۸۸)

''حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (جو رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں) روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کے زخم ہوتا یا چوٹ لگتی تو مجھے حکم فرماتے کہ اِس پر مہندی لگا دُوں۔''

وَخَیْرُ مَا اکْتَحَلْتُمْ بِہِ الْاِثْمِدُ فَاِنَّہٗ یَجْلُو الْبَصَرَ وَ یُنْبِتَ الشَّعْرَ. (ترمذی ج ۲ص ۲۶)

''بہترین سُرمہ جوتم استعمال کرتے ہو وہ اِثمد ہے کیونکہ وہ آنکھ کو جلا دیتا ہے اَور بال اُگاتا ہے۔''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ خَیْرَ مَا تَدَاوَیْتُمْ بِہِ السُّعُوْطُ وَاللَّدُوْدُ وَالْحَجَامَۃُ وَالْمَشْیُ . (ترمذی ج ۲ ص۲۶)

''نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اِرشادفرمایا کہ بہترین دَوا ناک میں ڈالنے والی یا چاٹنے والی ہے اَور سینگی لگانی اَور مسہل لینا ہے۔''

اِرشادفرمایا :

فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ شِفَاءً اَوْ قَالَ دَوَاءً اِلَّا دَاءً وَاحِدًا فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَمَا ھُوَ؟ قَالَ اَلْھَرَمُ . (ترمذی ج ۲ ص ۲۵)

''اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں رکھا جس کی شفاء نہ رکھی ہو یا فرمایادواء نہ رکھی ہو سوائے ایک بیماری کے۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ کے سچے رسول وہ کیا ہے؟ اِرشادفرمایا:''بڑھاپا''۔''

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَأَلَھَا بِمَا تَسْتَمْشِیْنَ قَالَتْ بِالشُّبْرُمِ قَالَ حَارٌّ جَارٌّ قَالَتْ ثُمَّ اسْتَمْشَیْتُ بِالسَّنَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ اَنَّ شَیْئًا کَانَ فِیْہِ الشِّفَاءُ مِنَ الْمَوْتِ لَکَانَ فِی السَّنَا (مشکوۃ ص ۳۸۸)

''حضرت اَسماء بنتِ عمیسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِن سے دریافت فرمایا کہ مسہل لینے کے لیے کیا دوا اِستعمال کرتی ہو اُنہوں نے عرض کیا ''شبرم'' اِرشاد فرمایا کہ وہ تو گرم ہے اَور کھینچ کر رکھ دیتی ہے۔وہ فرماتی ہیں کہ اُس کے بعد میں نے ''سنا'' سے مسہل لیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشادفرمایا کہ اگر کسی چیز میں موت سے شفاء ہوتی تو سنا میں ہوتی۔''

قسط : ۴

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی کی خصوصیات

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری
فاضل دارُ العلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

کارِ مشائخ اَور اِسلامی سیاست :

جس وقت آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا اُس وقت ملک عرب کی عجیب وغریب حالت تھی۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کا صدمہ جانکاہ ایسا تھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا تھا کہ اگر کسی نے بھی آنحضرت ﷺ کو یہ کہا کہ وہ مرگئے ہیں تو اُس کی گردن اُڑادُوں گا۔ ساتھ ہی ساتھ قبائلِ عرب مرتد ہونے لگے تھے اَور دُشمن ممالک نے مدینہ منورہ کی طرف ٹیڑھی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا تھا۔

چنانچہ بیہقی اور ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''قسم ہے وحدہٗ لا شریک لہٗ کی اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو رُوئے زمین پر کوئی خدا کی عبادت نہ کرتا۔'' اِسی طرح آپ نے تین مرتبہ کہا۔ لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اَیسا کیوں کہتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر شام کی طرف روانہ کیا تھا اَبھی اُسامہ رضی اللہ عنہ نے ذی خشب میں ہی پڑاؤ کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ کا اِنتقال ہوگیا اَور حوالی مدینہ کے عرب مرتد ہوگئے۔ صحابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اَور عرض کیا کہ آپ اِس لشکر کو واپس بلا لیجئے ممکن ہے کہ یہاں ضرورت لاحق ہو۔ ہر ایک نے مختلف رائے دی، آخر میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے وحدہٗ لاشریک کی اگر پیغمبر خدا ﷺ کی بیوی کے پاؤں کُتے گھسیٹیں تو جس لشکر کو رسول خدا ﷺ نے بھیجا ہے ہرگز نہ لوٹاؤں گا اَور جس جھنڈے کو خود رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے اُس کو کبھی نہ کھولوں گا۔ پس آپ نے اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ راستے میں جس قبیلے پر ہو کر گزرتے تھے اَور وہ قبیلہ

اِرتداد کا اِرادہ رکھتا تھا تو اُس قبیلے کو دہشت ہو جاتی تھی اَور وہ قبیلہ آپس میں کہتا تھا کہ اگر اِن میں طاقت نہ ہوتی تو ایسے وقت میں دُوسروں پر کبھی لشکر کشی نہ کرتے۔ جب یہ لشکر سلطنت رُوم کی حدود میں پہنچا تو طرفین کا مقابلہ ہوا اَور مسلمانوں کا لشکر فتح حاصل کر کے سالم وغانم واپس ہوا۔ (تاریخ الخلفاء)

ایک طرف قبائلِ عرب نے زکوٰۃ دینے کا بالکل اِنکار کر دیا تھا[۱] چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوْا لَانُؤَدِّیْ زَکٰوۃً فَقَالَ لَوْمَنَعُوْنِیْ عِقَالًا لَجَاھَدْتُّھُمْ عَلَیْہِ فَقُلْتُ یَاخَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِھِمْ فَقَالَ لِیْ اَجَبَّارٌ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ اِنَّہٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّیْنُ اَیَنْقُصُ وَاَنَا حَیٌّ .

جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو قبائلِ عرب مرتد ہو گئے اَور کہنے لگے کہ اَب ہم زکوٰۃ اَدا نہ کرینگے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کر دیا کہ اگر اُنہوں نے ایک عقال کے دینے سے بھی اِنکار کر دیا تو میں اُن کے ساتھ جہاد کروں گا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا خلیفۃ رسول اللہ آپ لوگوں کی تالیف کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی کیجئے تب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا : ''اَجَبَّارٌ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ '' اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اَور دین مکمل ہو چکا ہے کیا اَب دین میں نقص آجائے گا؟ حالانکہ میں زندہ ہوں۔

چنانچہ جب حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب ؒ کا اِنتقال ہو [۱] بالکل اِسی طرح سے ہندوستان کی حالت تھی ایک طرف حضرت شیخ الہندؒ کی جدائی کا جانکاہ صدمہ، دُوسری طرف برطانوی دیو اِستبداد کا ظلم وستم ایک طرف۔ برطانیہ کے ٹوڈیوں نے ملک کی فضا کو مکدر کر دیا تھا اور اپنے پرائے بن گئے تھے ملک میں قحط سالی، بیکاری، بے روزگاری تھی۔ عوام وخواص بڑے کرب و اِضطراب میں تھے۔ دُوسری طرف تحریکِ خلافت جاری تھی۔

---

[۱] ملاحظہ فرمائیے حیات شیخ الہندؒ از مولانا اَصغر حسین صاحبؒ

ضرورت تھی کہ شاہ ولی اللہ کے زمانہ کا بلند کیا ہوا علم جہادِ حریت سرنگوں نہ ہو۔ ضرورت تھی حضرت سید احمد شہیدؒ، حضرت اسماعیل شہیدؒ حضرت حافظ ضامن شہیدؒ وغیرہ شہداءِ وطن کے خون کا اِنتقام لینے کے لیے کوئی جانباز بہادر سرفروش جرنیل کمان ہاتھ میں لے اَور میدانِ جہاد میں برطانوی دیو استبداد کو للکارے کہ اے سامراجی درِندو! ملک کو خالی کردو ملک کی زمین تمہارے ناپاک عزائم کو برداشت نہ کرے گی اَور تمہاری کرتوتوں کا تم سے بدلہ لے گی۔

چنانچہ ایسے نازک وقت میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اَور حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ کا سچا جانشین شہداءِ وطن کی رُوحوں کی پکار پر لبیک کہنے والا یہی متوالا مردِ مجاہد تھا جس کے فراق میں آج ہمارے سینے شق اَور آنکھیں پُرنم ہیں۔

اِس بے خوف مردِ مجاہد، رشید و محمود کے چہیتے لاڈلے اَور سچے جانشین نے بھوکے شیر کی طرح برطانوی دیو پر حملہ کیا اَور ملک کو آزاد کرایا۔ چنانچہ نقشِ حیات میں خود ہی اُس زمانے کے حالات کا تذکرہ فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیے :

> ''چونکہ خلافت اَور آزادی کی تحریک زوروں پر چل رہی تھی اَطراف و جوانب کلکتہ میں جلسے[1] ہورہے تھے اُن میں بار بار حاضر ہونا پڑتا تھا اُس زمانہ میں اندرونِ بنگال بھی دُور دراز شہروں میں بڑے بڑے جلسوں میں جانا پڑا جن میں سے مولوی بازار کے مشہور جلسہ کانگریس و خلافت میں بھی جانے پر مجبور کیا گیا۔ اجلاس کانگریس کے صدر مسٹر سی آر داس آنجہانی تھے اَور جلسہ خلافت و جمعیۃ کی صدارت مجھ کو اَنجام دینی پڑی تھی۔ دُوسرا جلسہ رنگ پور میں بڑے پیمانہ پر ہوا تھا دونوں کے خطبات چھپ کر شائع ہو چکے ہیں اِسی طرح دو مرتبہ ہندوستان یوپی میں بھی آنا پڑا ایک جلسہ سیوہارہ ضلع بجنور کا تھا اُس جلسہ جمعیۃ کی صدارت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نائب مہتمم

---

[1] جس وقت حضرت شیخ الہندؒ بیمار تھے تو دہلی میں آپ کے پاس کانگریس کی طرف سے ایک جلسہ کے لیے دعوت نامہ موصول ہوا آپ نے حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کے ہاتھ یہ کہلا کر بھیجا کہ جاؤ کہہ دینا کہ ہم سیاست میں مذہب کی وجہ سے شریک ہیں اَور مذہب کی وجہ سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیے حیات شیخ الہندؒ)

دارالعلوم دیوبند نے فرمائی تھی اَور جلسہ خلافت کی خدمتِ صدارت مجھے اَنجام دینی پڑی تھی۔ اِس موقع پر کانگریس کا اِجلاس مشترک طور پر ہوا تھا اِس کے صدر دہرہ دون کے ایک پنڈت صاحب تھے میرا خطبہ اُس وقت بھی شائع ہوا تھا۔ اِن جلسوں کے خطبات کے ضروری اقتباسات حضرت مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے اپنے رسالے میں نقل کر دیے ہیں۔ اِسی طرح سہارنپور کے مدرسہ مظاہر العلوم کے سالانہ جلسہ میں بھی کلکتہ سے حاضر ہونا پڑا تھا۔ اِس کے بعد کراچی کے مشہور جلسہ میں حاضر ہونا پڑا جس پر کراچی کا تاریخی مقدمہ چلا اَور دو سال قید بامشقت کی عزت مجھے اَور مولانا محمد علی مرحوم اَور شوکت علی مرحوم وغیرہ میرے ساتھیوں کو حاصل ہوئی اَور کلکتہ کی ملازمت اِس کی وجہ سے ختم ہوگئی۔'' (نقش حیات ج ۲ ص ۲۷۳)

اِس تحریر سے ظاہر ہے کہ لوگوں میں آزادی وطن کے لیے کس قدر بے چینی تھی، لوگ منتظر تھے کہ کوئی اُن کی صحیح رہنمائی کرے چنانچہ حضرت شیخ الاسلامؒ نے ہندوستان کی صحیح رہنمائی کی اَور کانگریس میں داخل ہو کر عظیم قربانیاں دیں چنانچہ اِرشاد فرماتے ہیں :

''میں اگرچہ پہلے سے کانگریس میں شامل نہ تھا مگر مالٹا سے واپسی پر کانگریس کا ممبر باقاعدہ بن گیا اَور ہمیشہ جدوجہدِ آزادی میں شریک رہا اَور قید و بند کے مصائب بھی اہل ملک کے ساتھ ساتھ جھیلتا رہا۔ بفضلہٖ تعالیٰ اِس میں کامیابی ہوئی اَور انگریزوں کی غلامی سے تمام ہندوستان آزاد ہو گیا۔'' (نقش حیات ج ۲ ص ۲۷۳)

غرض کہ ہمارے حضرتؒ کی جنگ آزادی کی خدمات کسی سے کم نہیں ہیں بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ حضرتؒ کے برابر کسی اَور مسلم لیڈر کی خدمات نہیں ہیں تو مبالغہ نہ ہوگا[1] بہر حال جس کام کو آپ کے مشائخ اَدھورا چھوڑ گئے تھے اُس کو آپ نے پورا کیا جس کے نتیجے میں آج ہندوستان و پاکستان ہی آزاد نہیں بلکہ مصر، شام، مراکش، سوڈان، غرض کہ پورا مشرق وسطیٰ اَور جزائر اِنڈونیشیا وغیرہ آزاد ہیں۔

---

[1] آپ سیاست میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے دست راست اَور اُن کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے والے تھے۔

اِسلامی سیاست :

ملکی معاملات میں غور وفکر اَور حسن تدابیر سے کام کرنا بشرطیکہ حدودِ شریعت پامال نہ ہوں اَور حدود اللہ کا قیام عمل میں آئے میرے نزدیک یہ اِسلامی سیاست ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے خطبہ صدارت میں صاف فرمادیا تھا کہ ہم سیاست میں مذہب کے لیے داخل ہوئے ہیں۔ آپ کا منشاء آزادیٔ وطن کے ساتھ تحفظ خلافت تھا اَور قیامِ خلافت اُصول دین میں سے ہے۔ ہمارے نزدیک قیام خلافت کے علاوہ کسی اَور ذریعہ سے رُوئے زمین پر مساوات اَور اَمن قائم نہیں کیا جاسکتا۔ قیامِ خلافت کا خلاصہ اِطاعت ہے کہ ہر چھوٹا بڑے کی اِطاعت کرے۔ یورپ نے اِس فلسفۂ سیاست کو ختم کرنے کے لیے حریت رائے کا فلسفہ دیا اَور صلیب و ہلال کے معرکوں میں جب صلیب کو شکست ہوئی تو یورپ نے خالص عقلی بنیادوں پر اِسلام کا مقابلہ کیا اَور اِس معاملہ میں اُس کو بڑی حد تک کامیابی نصیب ہوئی۔ حضرت شیخ الہندؒ، سید بھائیوں اَور حضرت شیخ الاسلام نے اِس کو اچھی طرح محسوس کیا اَور انگریزوں کے مقابل صف آرائی شروع کردی۔

اِن حضرات کا منشا اَولاً یہ تھا کہ اگر ہندوستان سے اَنگریز نکل جاتا ہے تو اُس کو ایشیا سے نکلنا پڑے گا اَور تمام مسلم ممالک آزاد ہوجائیں گے۔ نہر سوئز پر مسلمانوں کا قبضہ ہوتے ہی مشرق مغرب پر غالب آجائے گا اَور پھر وحدتِ کلمہ کی بنیاد پر اِن ممالک کو ایک رشتہ میں پرویا جاسکتا ہے اَور یہ ایک کامیاب فلسفہ تھا۔ لیکن یورپ کا دماغ بھی اِس کا تعاقب کررہا تھا اُس نے بین الاقوامی طور پر فلسفہ قومیت کو شروع کردیا اَور اِس وجہ سے شروع کیا کہ اگر یہ فلسفہ ہندوستان میں کامیاب ہوگیا تو ہندوستان کی آزادی کھٹائی میں پڑ جائے گی اور پھر دیگر ممالک بھی آزاد نہ ہوسکیں گے۔ یہ فلسفہ صرف ہندوستان ہی میں چھیڑا جاسکتا تھا کیونکہ دیگر ممالک میں مسلم اَور غیر مسلم کا سوال ہی نہیں تھا۔

حضرت شیخ الاسلامؒ نے سیاسی سطح پر اِس فلسفہ سے اختلاف کیا۔ لیکن علامہ اِقبال اَور دُوسرے لوگوں نے اِس کو مذہب کے چشمہ سے پڑھا اور اِس پر تنقید شروع کردی اَور پھر یہ مسئلہ مسلم لیگ کو جنم دینے والا بنا۔ ہمارے نزدیک یہ لوگ سطحیات پرست تھے اَور ظواہر کے دِلدادہ تھے۔ حضرتؒ نے جب یہ فرمادیا کہ میرا یہ قول اَز قبیل خبر ہے نہ کہ اَز قبیل اِنشاء تو علامہ اقبال نے سکوت اِختیار فرمایا لیکن بعد اَز خرابیٔ بسیار مسلم لیگ جنم لے چکی تھی اَور انگریزوں کا حربہ کارگر ثابت ہوچکا تھا۔ بہرحال حضرت شیخ الاسلامؒ کی دُور بین نظر آزادیٔ ہند کے

ساتھ آزادیٔ اِسلام اَور آزادیٔ اِسلامی ممالک پر تھی اَور اِس کے لیے نہایت دُور بینی سے اِس فلسفہ کو اِختیار کیا تھا۔ اِس فلسفہ کو سیرت پاک کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے۔

فتح مکہ کا سیاسی پس منظر:

فتح مکہ کا آغاز حضور ﷺ کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمانے سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اَور اپنی پیغمبرانہ بصیرت سے آپ نے ہجرت کے لیے مدینہ منورہ کو اِختیار کیا۔ اگر مدینہ منورہ کے علاوہ آپ کسی دُوسری جگہ کو منتخب فرماتے تو مکہ معظّمہ فتح نہیں ہوسکتا تھا۔ اِس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ اگر ہندوستان آزاد نہ ہوتا تو عالم اِسلام آزاد نہیں ہوسکتا تھا۔

قیاس اَور عقل کا تقاضہ یہ تھا کہ آپ حبشہ کو منتخب فرماتے لیکن اِس سے منشا حاصل نہیں ہوتا تھا۔ مدینہ منورہ کو منتخب فرمانے کا منشا یہ بھی تھا کہ مدینہ منورہ کے شمال علاقہ سے یہودیوں کو ختم کر دیا جائے اَور دُوسری طرف اہلِ مکہ کی اِقتصادی ناکہ بندی کی جائے۔ اِسی وجہ سے متعدد جنگوں کا وجود ہوا اَور یہودیوں کو تبوک اَور تیما اَور خیبر تک اپنی آبادیاں خالی کرنی پڑیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شمال و مشرق کے تمام قبائل بِلا جنگ حلقہ بگوشِ اِسلام ہو گئے اَور عرب میں مسلمانوں کی اکثریت ہوگئی اَور پھر مکہ معظّمہ بِلا جنگ کے فتح ہو گیا اَور اِس کے بعد پوری دُنیا میں اِسلام پھیل گیا۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سر پرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

قسط : ۲۱

تربیتِ اَولاد

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ ﴾

زیرِنظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل ونقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اِسلامی طریقے اورشرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ،عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

لڑکیوں کو علمِ دین سکھانے اَور آخرت کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت :

عورتوں میں تو عام رواج ہے کہ پڑھنے پڑھانے کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتیں جس کی طبیعت بچپن سے جس طرف کو چل جائے اُسی طرف چھوڑ دی جاتی ہے۔

کیوں بہنو! اپنی لڑکیوں کو کھانا پکانا سینا پرونا سکھاتی ہو۔ اِن کاموں میں بھی اُن کی اپنی طبیعت پر چھوڑ دو۔ پھر دیکھو بڑے ہوکر کیا لطف آتا ہے اُن کو اپنی زندگی کاٹنا دشوار ہوجائے گی۔ حالانکہ دُنیا کی زندگی بہت محدود (تھوڑے دِن کی) ہے فرض کرلو سو برس جیئے گی اگر کھانا پکانا سینا پرونا نہ بھی جانتی ہوگی تو عزت و آرام سے نہیں تکلیف و ذِلت ہی سے کسی طرح اِس عمر کو کاٹ ہی لے گی لیکن آخرت کی زندگی وہاں کے کام سیکھے بغیر نہ کٹے گی کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جب تم دُنیا کی چند روزہ زندگی کے لیے اِتنے بہتر ہنر سکھانے کی ضرورت سمجھتی ہو تو غیر محدود زندگی کے لیے ہزاروں ہنروں کی ضرورت ہونی چاہیے۔

مگر اَفسوس ہے کہ ہزاروں کی جگہ سینکڑوں بھی نہیں بلکہ اِتنے بھی نہیں جتنے کہ دُنیا کے لیے سکھلائے جاتے ہیں۔ آخرت کے بارے میں لڑکیوں کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اِس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کو ایسی دینی کتابیں پڑھائے جن میں اُن کی دینی ضروریات کو لکھا گیا ہے اَور اُن کو تھوڑا تھوڑا پڑھایئے اُن کے ہاتھ میں کتاب دے کر بے فکر نہ ہو جایئے۔ عورتیں اکثر کم فہم ہوتی ہیں یا تو کتاب کے مطلب کو سمجھیں گی نہیں یا کچھ کا کچھ سمجھ لیں گی۔

اِس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کر کے گھر کا کوئی مرد عورتوں کو جمع کر کے وہ کتابیں پڑھایا کرے یا اگر وہ پڑھ نہ سکتی ہوں تو اُن کو سنایا کرے۔ مگر صرف ورق گردانی نہ ہو اَور محض پڑھنے سے مسئلہ یاد نہیں رہتا بلکہ اِس پر عمل کرنے سے خوب ذہن نشین ہوتا ہے۔ اگر کوئی عورت پڑھی ہوئی میسر ہو جائے تو وہی کتاب لے کر دُوسری عورتوں کو پڑھائے یا سکھائے بہرحال کوئی صورت ہو مگر اِس سے غفلت نہ ہونی چاہیے۔

گھر والوں کو دینی کتابیں سنانے کا معمول :

دینی کتابیں اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ زیادہ نہ ہو تو پندرہ بیس منٹ ہی سہی اَور یہ نہ دیکھو کہ کون سنتا ہے کون نہیں، کوئی سنے یا نہ سنے مگر تم اپنا کام کیے جاؤ۔ گھر میں پڑھانا شروع کرو اَور روز سنایا کرو اُٹھ کر نہ آؤ۔ خواہ بگڑ پڑیں۔

بہت لوگوں نے بیان کیا کہ کتابیں سناتے سناتے اِصلاح ہوگئی۔ کیا اللہ و رسول کا کام کھٹائی سے بھی کم ہے؟ کھٹائی کا منہ میں اَثر ہو جو ایک حقیر چیز ہے۔ اِس سے تو منہ میں پانی بھر آئے اَور اللہ و رسول کے نام کا اَثر نہ ہو۔ مگر یہ بات ہے کہ کرے کون کون دِقت اُٹھائے۔

اَلغرض کتاب سنانے کو روز مرہ کا وظیفہ سمجھئے اَور کچھ نہیں چار ہی ورق سہی دو ہی سہی جیسے قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے ہو اِسی طرح دو وَرق اِس کے بھی پڑھ لیے یا سُن لیے، اگر پوری عمر بھی اِس میں لگا رہنا پڑے تب بھی ہمت کرنا چاہیے۔ جب دُنیا کی دُھن ہے تو دین کی کیوں نہ ہو۔ (جاری ہے)

اُمتِ مسلمہ کی مائیںؓ قسط : ۲۰

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ بلند شہری ﴾

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اِن کی والدہ صفیہ بنتِ ابی العاص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ اِن کے والد ابوسفیان وہی ابوسفیان ہیں جو برسوں آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں لڑتے رہے بعد میں مسلمان ہوئے اِن کا نام صَخَرْ تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جو اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لقب سے مشہور ہیں حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی تھے۔

ہجرتِ حبشہ :

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام رَمْلَہ تھا بعض نے ہند بھی بتایا ہے۔ ان کا پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ دونوں میاں بیوی نے اِبتدائے اِسلام میں اِسلام قبول کیا اَور مشرکینِ مکہ سے تنگ آکر دیگر مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئے وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) رکھا۔ اِس لڑکی کے نام سے اِن کی کنیت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا مشہور ہوگئی۔ اِن کے شوہر عبیداللہ بن جحش نے نصرانی مذہب قبول کر لیا اَور اِسلام چھوڑ دیا۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اُس نے اِسلام چھوڑنے کو کہا لیکن اللہ جل شانہ نے اِن کو اِسلام پر جمائے رکھا اَور اُنہوں نے نصرانیت کو قبول کرنے سے اِنکار کر دیا۔

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ میں نے اپنے شوہر کو خواب میں بُری شکل میں دیکھا جس سے میں گھبرا گئی، جب صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ نصرانی ہوگیا ہے اَور اَب سمجھ میں آیا کہ خواب میں اُس کی بُری شکل اِسی وجہ سے دِکھائی گئی لہٰذا میں نے اپنا خواب اُس سے بیان کیا اَور اِسلام قبول کرنے کو کہا، اُس نے کچھ خیال نہ کیا اَور خوب شراب پینے لگا حتی کہ کافر ہی مرا۔

حرمِ نبوت میں آنا :

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کوئی شخص یَااُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ کہہ رہا ہے یہ خواب دیکھ کر میں چونک گئی۔ پھر بعد میں اِس کی تعبیر ظاہر ہوئی اَور وہ یہ کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشیؒ کی خاص خدمت گزار باندی ابرہہ نامی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ بادشاہ نے یہ کہوایا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ تمہارا نکاح آنحضرت ﷺ سے کردُوں۔ یہ سنتے ہی میں نے اُس باندی کو دُعا دی بَشَّرَكِ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ (اللہ تجھے بھی خیر کی خوشخبری سنا دے) اِس کے بعد اُس باندی نے کہا کہ تم اپنا وکیل مقرر کردو جو تمہارا نکاح کر سکے۔ لہٰذا میں نے خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل بنا دیا جو دَادھیال کی طرف سے رشتہ دار تھے اَور ہجرت کر کے حبشہ پہنچے ہوئے تھے اَور خوشی میں پیغام لانے والی باندی کو اپنے دونوں کنگن اَور انگوٹھیاں وغیرہ دے دیں، یہ سب چیزیں چاندی کی تھیں۔(الاصابہ و استیعاب)

جب رات کا وقت ہوا تو نجاشیؒ نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو اَور اُن مسلمانوں کو بلایا جو حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے اَور اُس وقت وہاں مقیم تھے جب سب آنے والے آگئے تو نجاشیؒ نے خطبہ پڑھا :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ السَّلَامِ الْمُؤْمِنِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ اَنَّهُ الَّذِىْ بَشَّرَبِهٖ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ .

اِس کے بعد یوں کہا امابعد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمائش کی ہے کہ اُم حبیبہ بنت ابی سفیان کا نکاح اِن سے کردوں لہٰذا میں نے اِن کی فرمائش قبول کی۔ یہ کہہ کر نجاشی نے چار سو دینار مہر میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے مقرر کیے اور اُسی وقت حاضرین کے سامنے ڈال دِیے اَور اِس کے بعد خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اَور یوں بولے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْتَغْفِرُهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ .

اِس کے بعد یوں کہا امابعد میں نے رسول اللہ ﷺ کی فرمائش قبول کی اَور اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیان

کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کر دیا فَتَبَارَکَ اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِس کے بعد خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے مہر والے دینار لے لیے اَور حاضرین اُٹھ کر چلنے لگے۔ نجاشیؒ نے کہا اَبھی ٹھہرو کیونکہ نبیوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ نکاح کے بعد کچھ کھایا جائے۔ یہ کہہ کر نجاشیؒ نے کھانا منگایا اَور حاضرینِ مجلس نے کھایا اِس کے بعد چلے گئے۔ یہ ۷ھ کا واقعہ ہے اَور بعض نے ۶ھ کا بتایا ہے۔

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جب مہر کی رقم میرے پاس آگئی تو میں نے اِس میں سے پچاس دینار اَبرہہ باندی کو اَور دے دیے، اُس نے یہ کہہ کر واپس کر دیے کہ بادشاہ نے قبول کرنے سے منع کر دیا ہے اَور اِس سے پہلے جو چیزیں میں نے اُسے دی تھیں وہ بھی واپس کر دیں۔ (البدایہ والاصابہ)

جب اِس نکاح کی خبر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو پہنچی جو اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے تو اپنی ہار مان گئے چونکہ اُس وقت تک آنحضرت ﷺ سے لڑتے تھے اَور مشرکینِ مکہ کو آنحضرت ﷺ سے لڑانے میں بہت پیش پیش تھے اَور اِسلام اَور داعیٔ اِسلام کا نام تک مٹا دینا چاہتے تھے اِس لیے اِن کو یہ کہاں منظور ہوتا کہ اِن کی بیٹی آپ ﷺ کے نکاح میں جائے۔ نکاح کی خبر سن کر یوں بول اُٹھے هُوَ الْفَحْلُ لَا یُجْدَعُ اَنْفُهٗ (محمد رسول اللہ ﷺ جواں مرد ہیں اِن کی ناک نہیں کاٹی جا سکتی) یعنی وہ بلند ناک والے عزت دار ہیں ہم اِن کو ذلیل نہیں کر سکتے اُدھر تو ہم اِن سے لڑ رہے ہیں اِدھر ہماری لڑکی اِن کے نکاح میں چلی گئی، اِس کہنے کا مقصد اپنی ہار مان لینا تھا۔

حبشہ سے مدینہ منورہ پہنچنا :

نکاح کے دُوسرے روز نجاشیؒ نے حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس خوشبو اَور جہیز کا سامان بھیجا اَور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ پہنچوا دیا۔ وہاں پہنچ کر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہنے لگیں اَور اِن کا مبارک خواب جس میں کسی نے یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ کہہ کر پکارا تھا صحیح ثابت ہوا۔ (البدایہ والاصابہ)

آنحضرت ﷺ کا احترام :

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا سید عالم ﷺ کا بہت اعزاز واحترام کرتی تھیں۔ جب مدینہ منورہ پہنچ گئیں تو اِن کے والد مکہ سے مدینہ پہنچے اُس وقت وہ کافر تھے اَور مشرکین مکہ کی طرف سے صلح حدیبیہ کے

بارے میں گفتگو کرنے کے لیے آئے تھے (صلح تو پہلے ہو چکی تھی مگر اُس کی میعاد میں یا معاملہ میں تجدید کرنا چاہتے تھے) اِس ذیل میں وہ اپنی بیٹی اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی ملنے کے لیے گئے۔ جب گھر میں پہنچے اَور بستر پر بیٹھنے لگے تو حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر کو تہہ کر دیا اَور باپ کو اُس پر نہ بیٹھنے دیا۔ وہ بولے یہ کیا کیا تو نے، کیا میں اِس بستر کے لائق نہیں ہوں اِس لیے تو نے اِس کو تہہ کر دیا یا یہ بستر میرے لائق نہیں ہے؟ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ یہ سید عالم ﷺ کا بستر ہے اَور تم مشرک ہو اِس پر تمہیں کیسے بیٹھنے دُوں؟ یہ سن کر باپ نے کہا کہ تو تو میرے بعد خراب ہوگئی ہے۔ (الاصابہ)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے۔ برسوں آنحضرت ﷺ سے لڑتے رہے تھے اِس لیے مسلمان اِن کو نہ اچھی نظر سے دیکھتے تھے نہ اِن کو پاس بٹھانا گوارا کرتے تھے۔ لہٰذا اُنہوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا نبی اللہ! میری تین درخواستیں ہیں آپ اِنہیں قبول فرماویں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بہتر ہے بیان کرو۔ اِس پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ایک تو یہ ہے کہ میرے پاس بڑی خوبصورت لڑکی اُم حبیبہ موجود ہے اِس کا آپ سے نکاح کر دیتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اچھا مناسب ہے۔ دُوسری بات یہ عرض کی کہ آپ میرے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب بنالیں، آپ ﷺ نے اِس کو بھی منظور فرمایا۔ تیسری درخواست یہ کہ آپ مجھے اسلامی لشکر کا امیر بنایا کریں تاکہ میں کافروں سے اِسی طرح جنگ کروں جیسے مسلمانوں سے کرتا تھا، آپ ﷺ نے یہ درخواست بھی منظور فرمائی۔ یہ مسلم شریف کی روایت ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مدینہ منورہ میں اِن کے باپ نے آنحضرت ﷺ سے کیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہی ہے کہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب آنحضرت ﷺ کا نکاح ہوا تو ابوسفیان کافر ہی تھے، مسلم کی اِس جزو کو محدثین صحیح نہیں مانتے ہیں۔

اتباعِ سنت :

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کے اِرشادات پر بڑی پابندی سے عمل کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے سنا کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنادے گا۔ چار ظہر سے پہلے، دو اُس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد دو فجر سے پہلے۔ یہ ترمذی شریف کی روایت ہے۔ اِس میں سنن مؤکدہ کا ذکر ہے۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اِس کی روایت فرماتی تھیں اَور پابندی سے اِن سنتوں کو پڑھتی تھیں ۔ مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا فَمَا بَرِحْتُ اُصَلِّیْھِنَّ بَعْدُ کہ آنحضرت ﷺ سے اِس حدیث کو سننے کے بعد میں نے ہمیشہ یہ رکعات پڑھی ہیں ۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ پر اَور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ تین رات سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے سوائے شوہر کی وفات کے کہ اِس کی وفات پر چار ماہ دس روز سوگ کرے ۔ اِسی حدیث کے پیش نظر جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو اِن کی وفات کے تیسرے روز خوشبو منگا کر استعمال کی اَور فرمایا کہ مجھے خوشبو کی رغبت نہیں ہے لیکن استعمال اِس لیے کر رہی ہوں کہ سوگ نہ سمجھا جائے ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب (وفات سے قبل) مریض ہوئے تو آپ کی ایک بیوی نے اہل کتاب کے ایک عبادت خانہ کا ذکر کیا جسے ''ماریہ'' کہتے تھے چونکہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اَور حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حبشہ گئی تھیں اور اُسے دیکھ کر آئی تھیں اِس لیے اُنہوں نے اُس کی خوبصورت بناوٹ اَور اُس کی تصویروں کا ذکر کیا ۔ آنحضرت ﷺ نے سر اُٹھا کر فرمایا کہ یہ لوگ یہ حرکت کرتے تھے کہ جب اِن میں سے کوئی نیک اِنسان مرجاتا تو اُس کی قبر پر مسجد بنا لیتے پھر اُس میں وہ تصویریں بنا لیتے تھے (جن کا تم ذکر کر رہی ہو) یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ بُرے ہیں ۔ (مشکٰوۃ شریف)

فکرِ آخرت :

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عبادت گزار اَور پرہیز گار تھیں ۔ فکرِ آخرت کا اِس سے اَندازہ ہوگا کہ جب اِن کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بُلا کر کہا کہ زندگی میں ہم میں آپس میں سوکنوں والی رَنجش رہی ہے لہٰذا تم میرا کہا سُنا سب کچھ معاف کردو ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اَور اِن کی مغفرت کی دُعا کی ۔ اِس کے بعد اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ خدا تمہیں خوش کرے جیسے تم نے مجھے اَبھی خوش کیا ہے ۔ اِس کے بعد حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو بُلا کر یہی گفتگو کی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی ۔ (الاصابہ) ۔ (باقی صفحہ ۳۱)

اِسلام کی اِنسانیت نوازی

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

اِسلامی مساوات :

اِسلام کی نظر میں تمام اِنسان اِنسانیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ رنگ و نسل، علاقے اَور آبادی کی بنیاد پر فرق و اِمتیاز اِسلام کے نزدیک کسی طرح بھی رَوا نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا :

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ، اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ. (سورۃ الحجرات ۱۳)

''اے آدمیو! ہم نے تم کو ایک مرد اَور ایک عورت سے بنا کر تمہاری ذاتیں اَور قبیلے مقرر کردیے تاکہ تم آپس میں ایک دُوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ با اَدب ہے، اللہ سب کچھ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔''

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آخری حج کے موقع پر اِس سلسلے میں جو خطبہ اِرشاد فرمایا وہ اِنسانی حقوق کے ''عالمی منشور'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کے طویل خطبے کے چند زَرّیں اِلفاظ درج ذیل ہیں۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ ، وَاَبَاکُمْ وَاحِدٌ اَلاَ ! لَافَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا اَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ وَلَا اَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی .

اے لوگو! بے شک تم سب کا پروردگار ایک ہے اَور تم سب کا باپ بھی ایک ہے (یعنی سب حضرت آدم علیہ السلام کی اَولاد ہو) خبردار! کسی عربی کو عجمی پر کوئی برتری نہیں اَور

نہ عجمی کو عربی پر فضیلت ہے، اَور نہ کالے رنگ والا سرخ رنگ والے پر فوقیت رکھتا ہے اَور نہ سرخ رنگ والا کالے پر، سوائے تقویٰ اَور پرہیزگاری کے (یعنی فضیلت کا معیار اخلاقِ فاضلہ ہیں رنگت اَور نسل نہیں)۔

اِس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ کیا میں نے اللہ کا یہ پیغام تم تک پہنچا دیا؟ صحابہ کرام نے اِس کی تصدیق فرمائی تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ آج کون سا دِن ہے؟ صحابہ نے فرمایا کہ آج قربانی کا قابل احترام دن ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کونسا شہر ہے؟ تو صحابہ نے فرمایا کہ یہ باعزت شہر مکہ معظّمہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جس طرح یہ شہر، یہ مہینہ اَور یہ دن تمہاری نظر میں باعثِ عزت واحترام ہے اِسی طرح تمہارے مال، تمہارے خون اَور تمہاری عزتیں بھی آپس میں قابلِ احترام ہیں (جن کی حق تلفی کسی کے لیے روا نہیں ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ پیغام سُنا ہے وہ اِسے اُن لوگوں تک پہنچا دے جنھوں نے یہ پیغام نہیں سُنا۔ (رواہ احمد، مجمع الزوائد ۳/ ۲۶۶)

اِسلام کی اِس عظیم ہدایت کے برعکس آج پوری دُنیا رنگ ونسل، علاقے اَور زبان کے اعتبار سے سینکڑوں خانوں میں بٹی ہوئی ہے طاقت ور قومیں کمزور نسلی جماعتوں کا استحصال جاری رکھے ہوئے ہیں، ایک علاقہ والے دُوسرے علاقہ والوں کو، ایک زبان والے دُوسری زبان والوں کو، ایک رنگ والے دُوسرے رنگ والوں کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں، مغربی اَقوام جو آج دِن رات اپنے کو اِنسانی حقوق اَور مساوات کا تنہا ٹھیکے دار قرار دینے سے نہیں تھکتیں، اِن کی تاریخ بدترین اِنسانیت سوز تعصّبات اَور اِمتیازات سے پُر ہے۔ اِن کے دعوے جتنے خوبصورت ہیں، اِن کی باطنی حقیقت اُتنی ہی مکروہ اَور خوفناک ہے، یہ قومیں خون خون میں فرق کرتی ہیں، مغربی اَقوام کا کوئی فرد کہیں ظلم کا شکار ہو جائے تو دُنیا آسمان پر اُٹھالی جاتی ہے جبکہ دیگر اقوام کے ہزاروں اَفراد بھی اگر وحشیانہ طور پر تہ تیغ کر دیے جائیں تو اُن پر یہ مغربی اقوام نہ صرف خاموش تماشائی بنی رہتی ہیں بلکہ بہت سے واقعات میں مظلوم کے بجائے ظالم کے شانہ بہ شانہ کھڑی نظر آتی ہیں، اسرائیل، بوسنیا، کوسووا، اَلبانیا، چیچنیا اور دُنیا کے دیگر مقامات میں مظلوموں کے بہتے ہوئے لہو میں اِن سامراجی اَقوام نے اپنے ہاتھوں کو لت پت کر رکھا ہے اور پھر بھی یہ دعویٰ ہے کہ وہی اِنسانی مساوات کے علمبر دار ہیں، اُن کا یہ دعویٰ ''برعکس نہند نام زنگی را کافور'' کا مصداق ہے۔

دُنیا میں اِنسانی مساوات کا جو تصور اِسلام نے پیش کیا ہے اُس سے بہتر اَور مؤثر کوئی تصور پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ظلم کی ممانعت :

اِسلام بنیادی طور پر ظلم کا مخالف ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اِسلام کا وجود ہی دُنیا سے ظلم کو مٹانے کے لیے ہوا ہے۔ اِسلام کی فطرت یہ ہے کہ وہ ظلم کو برداشت نہیں کر سکتا، پورا اِسلامی نظام ہر سطح پر ظلم کو ختم کرنے کے لیے مستعد رہتا ہے۔ اِسلام کا اُصول ہے **لاضرر ولاضرار** (یعنی نہ نقصان اُٹھاؤ اَور نہ نقصان پہنچاؤ) یہی اصول اِسلام کی ہر تعلیم میں روشن نظر آتا ہے اِسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ آدمی جہاں تک بھی ہو سکے اپنی قوت اَور اَثرات کا استعمال کر کے مظلوم کی حمایت کرے اَور ظالم کا ہاتھ پکڑ لے۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، تو ایک شخص نے حیرت سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مظلوم ہونے کی حالت میں تو اُس کی مدد کروں گا اگر وہ ظالم ہے تو اُس کی مدد کیسے کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ظالم بھائی کی مدد اِس طرح ہوگی کہ تم اُس کو ظلم سے روک دو (تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے)۔ (متفق علیہ، مشکوۃ شریف ۲/۴۲۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ظلم کرنا آخرت میں اَندھیریوں کا باعث ہوگا۔ (مشکوۃ شریف ۲/۴۳۴)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ مظلوم کی بد دُعا سے بچتے رہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اَور اللہ تعالیٰ کسی حق دار کو اُس کا حق دینے سے محروم نہیں کرتا۔ (مشکوۃ شریف ۲/۴۳۶)

احادیثِ شریفہ میں خلقِ خدا پر رحم کرنے اَور اُن کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنے کی اِنتہائی تاکید وارِد ہوئی ہے، ایک روایت میں آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ''مہربانی کرنے والوں پر رحمٰن مہربان ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔'' (مشکوۃ شریف ۲/۵۲۳، رواہ ابوداؤد)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ بھی اُس پر رحم نہیں کرتا ہے۔ (مشکوۃ شریف ۲/۴۲۱)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ خلق خدا اللہ کی اَولاد کی مانند ہیں لہٰذا اَللہ کی نظر میں سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو خلقِ خدا پر رحم واحسان کرنے والا ہو۔ (مشکوۃ شریف ۲/ ۴۲۵)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مصیبت زدہ کی مدد کردے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے تہتر (۷۳) مغفرتوں کا اِنتظام فرماتا ہے جن میں سے صرف ایک مغفرت اُس کے تمام معاملات سُدھارنے کے لیے کافی ہے اَور بقیہ بہتّر (۷۲) مغفرتیں آخرت میں اُس کے لیے رفع درجات کا ذریعہ بنیں گی۔ (مشکوۃ شریف ۲/ ۴۲۵)

اِن ہدایات سے اَندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اِسلام کی نظر میں رحم دِلی کی کیا اہمیت ہے؟ اَور وہ دُنیا میں ظلم کا کتنا بڑا مخالف ہے؟ آج جو لوگ مذہب اِسلام کو ظلم و نا اِنصافی کا محور قرار دیتے ہیں وہ دراصل خود وحشیانہ مظالم کے مرتکب ہیں اور اپنے سیاہ کارناموں پر پردہ ڈالنے کے لیے وہ اِسلام جیسے عظیم پاسدارِ اِنسانیت مذہب پر کیچڑ اُچھالنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اِسلام کا اِن کے بیہودہ اِلزامات سے کوئی سروکار نہیں اسلام بلا کسی اِمتیاز کے کسی بھی فرد، شخص یا جماعت پر ظلم کرنے سے قطعاً اِنکار کرتا ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ : حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

وفات :

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۴۴ھ میں ہوئی۔ ابن سعد اَور ابو عبید نے اِن کی وفات کا یہی سن بتایا ہے۔ ابن حبان اور ابن قانع کا قول ہے کہ اِنہوں نے ۴۲ھ میں وفات پائی۔ ابن ابی خیثمہ نے اِن کی وفات کا سال ۵۶ھ بتایا ہے لیکن الاصابہ میں اِس کو صحیح نہیں مانا۔ حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے گھر گیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حویلی میں تھا کسی ضرورت سے ایک کونہ میں زمین کھودی تو اُس میں سے ایک پتھر نکلا جس میں لکھا تھا کہ هٰذَا قَبْرُ رَمْلَةَ بِنْتِ صَخْرٌ (یہ رَملہ بنت صخر کی قبر ہے) لہٰذا اِس پتھر کو ہم نے وہیں رکھ دیا اَور مٹی دے دی۔ (الاستیعاب) ✿ ✿ ✿

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

✡ ✡ ✡

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہنے پر چالیس نیکیوں کا ثواب :

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَرَدَّ عَلَیْہِ ، ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ عَشْرٌ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلٰثُوْنَ . عَنْ سَہْلِ بْنِ مَعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمَعْنَاہُ زَادَ ثُمَّ اَتٰی آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَمَغْفِرَتُہٗ ، فَقَالَ اَرْبَعُوْنَ ، قَالَ ھٰکَذَا تَکُوْنُ الْفَضَائِلُ . (ابو داوٗد شریف ج ۲ ص ۳۵۰)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دِن ایک صاحب نبی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اَور کہا کہ السلام علیکم، نبی علیہ السلام نے اِن کے سلام کا جواب دیا وہ بیٹھ گئے نبی علیہ السلام نے فرمایا اِن صاحب کے لیے دس نیکیاں لکھی گئیں، پھر ایک اَور صاحب آئے اَور اُنہوں نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، نبی علیہ السلام نے اِن کے سلام کا بھی جواب دیا، وہ بھی بیٹھ گئے نبی علیہ السلام نے فرمایا : اِن کے لیے بیس نیکیاں لکھی گئیں۔ پھر ایک اَور صاحب آئے اَور اُنہوں نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ، نبی علیہ السلام نے اِن کے سلام کا بھی جواب دیا یہ صاحب بھی بیٹھ گئے آپ نے فرمایا اِن کے لیے تیس نیکیاں لکھیں گئیں۔

اِمام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں حضرت معاذ بن اَنس رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اُوپر کی حدیث کے ہم معنی حدیث نقل کی ہے جس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ

اِلفاظ مزید نقل کیے ہیں کہ پھر ایک اَور صاحب آئے اَور اُنہوں نے آ کر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ومغفرتہٗ ، آپ ﷺ نے اِن کے سلام کا بھی جواب دیا اَور فرمایا اِن کے لیے چالیس نیکیاں لکھی گئیں، آپ نے یہ بھی فرمایا اِسی طرح ثواب میں اِضافہ ہوتا رہتا ہے۔

مساکین اَغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے :

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ ، فَقَالَتْ عَائِشَۃُ لِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّھُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ قَبْلَ اَغْنِیَائِھِمْ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا،یَاعَائِشَۃُ لَا تَرُدِّی الْمِسْکِیْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ ، یَاعَائِشَۃُ اَحِبِّی الْمَسَاکِیْنَ وَقَرِّبِیْھِمْ فَاِنَّ اللّٰہَ یُقَرِّبُکِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ .

(ترمذی ، شعب الایمان للبیھقی بحوالہ مشکٰوۃ ص ۴۴۷)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دُعاء فرمائی **اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ** اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ، مسکینی کی حالت میں موت دے اَور مسکینوں کے زُمرہ میں میرا حشر فرما (یعنی جب قیامت کے دِن اُٹھوں تو مسکینوں کے ساتھ ہوں)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو یہ دُعاء مانگتے سُنا تو عرض کیا کہ آپ ایسی دُعاء کیوں مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اِس لیے کہ مساکین اَغنیاء (دولت مندوں) سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، دیکھو عائشہ کسی مسکین کو اپنے دروازے سے نااُمید نہ جانے دینا اگرچہ اُس کو دینے کے لیے تمہارے پاس کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، عائشہ! اپنے دل میں مسکینوں کی محبت رکھو اَور اُن کو اپنے سے قریب رکھو (ایسی صورت میں) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اپنی قربت سے نوازیں گے۔

فقراء اَغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے :

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِیِّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَسَأَلَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ اَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُھَاجِرِیْنَ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ اَلَکَ امْرَأَۃٌ تَاْوِیْ اِلَیْھَا قَالَ نَعَمْ ، قَالَ اَلَکَ مَسْکَنٌ تَسْکُنُہٗ قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَاَنْتَ مِنَ الْاَغْنِیَاءِ قَالَ فَاِنَّ لِیْ خَادِمًا قَالَ فَاَنْتَ مِنَ الْمُلُوْکِ، قَالَ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَاءَ ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَاَنَا عِنْدَہٗ فَقَالُوْا لَہٗ یَااَبَامُحَمَّدٍ وَاللّٰہِ مَا نَقْدِرُ عَلٰی شَیْئٍ لَا نَفَقَۃٍ وَلَا دَابَّۃٍ وَلَامَتَاعٍ فَقَالَ لَھُمْ مَاشِئْتُمْ، اِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ اِلَیْنَا فَاَعْطَیْنَاکُمْ مَایَسَّرَ اللّٰہُ لَکُمْ، وَاِنْ شِئْتُمْ ذَکَرْنَا اَمْرَکُمْ لِلسُّلْطَانِ، وَاِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُھَاجِرِیْنَ یَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِیَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَی الْجَنَّۃِ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا قَالُوْا فَاِنَّا نَصْبِرُ لَانَسْأَلُ شَیْئًا.

(مسلم ج ۲ ص ۴۱۰ ، مشکٰوۃ ص ۴۴۸)

حضرت ابوعبد الرحمٰن حبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سُنا جبکہ ایک شخص نے اُن سے کچھ سوال کیا اَور کہا کہ کیا ہم (اُن) فقراءِ مہاجرین میں سے نہیں ہیں (جن کے بارے میں بشارت دی گئی ہے کہ وہ اَغنیاء سے پہلے جنت میں جائیں گے) آپ نے فرمایا کیا تمہاری بیوی ہے جس کے پاس تم سکون وقرار پاتے ہو؟ اُس شخص نے کہا کہ ہاں، آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس مکان ہے جس میں تم رہتے ہو؟ اُس نے کہا کہ ہاں، آپ نے فرمایا پھر تو تم اَغنیاء (دولت مندوں) میں سے ہو، وہ شخص (یہ سُن کر) بولا کہ میرا تو ایک خادم بھی ہے (یعنی غلام یا باندی)، اِس پر آپ نے فرمایا کہ تب تو تم بادشاہوں میں سے ہو (یعنی اِس صورت میں تو تمہارا شمار رئیسوں اَور بادشاہوں میں ہونا چاہیے نہ کہ فقراء میں)۔

حضرت ابوعبد الرحمٰنؒ نے (جو اِس حدیث کے راوی ہیں) یہ بھی بیان کیا کہ ایک دن

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی خدمت میں تین افراد آئے اُس وقت میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھا اُن تینوں نے کہا کہ اے ابومحمد! بخدا ہم کسی چیز کی اِستطاعت نہیں رکھتے نہ تو نان نفقہ کی (کہ حج کو چلے جائیں) نہ کسی جانور کی (کہ جہاد میں شریک ہوسکیں) اَور نہ کسی دُوسرے سامان کی (کہ جس کو فروخت کرکے اپنے ضروری مصارف پورے کرسکیں) آپ نے یہ سُن کر فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تمہاری یہ خواہش ہے کہ میں تمہارے ساتھ معاونت کروں اَور تمہیں اپنے پاس سے کچھ دُوں تو تم لوگ پھر کسی وقت آنا میں تمہیں وہ چیز دُوں گا جسکا اللہ تمہارے لیے اِنتظام کردیگا (اِس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے) اَور اگر تم چاہو تو میں تمہاری حالت بادشاہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کردُوں (وہ تمہیں اپنی عطاء سے فارغ البال کردیں گے) اَور اگر تم چاہو تو صبر کرلو کیونکہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سُنا ہے آپ فرمارہے تھے کہ فقراءِ مہاجرین قیامت کے دن جنت میں اَغنیاء (دولت مندوں) سے چالیس سال پہلے چلے جائیں گے۔ اُن تینوں نے (یہ حدیث سُنی تو) کہا کہ بیشک ہم صبر واِستقامت کی راہ اِختیار کریں گے اَور آپ سے کچھ نہیں مانگتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَمَا اَنَا قَاعِدٌ فِى الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ قُعُوْدٌ اِذْ دَخَلَ النَّبِىُّ ﷺ فَقَعَدَ اِلَيْهِمْ فَقُمْتُ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ لِيُبَشَّرْ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوْهَهُمْ فَاِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا، قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ اَلْوَانَهُمْ اِسْفَرَّتْ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ اَوْمِنْهُمْ .

(سننِ دارمی بحوالہ مشکٰوۃ ۴۴۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دِن میں مسجدِ نبوی شریف میں بیٹھا ہوا تھا اَور فقراءِ مہاجرین کی ایک جماعت بھی حلقہ باندھے بیٹھی تھی کہ اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اَور فقراء کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھ گئے، میں بھی اپنی جگہ سے اُٹھا

اَور فقراء کے قریب پہنچ کر اُن کی طرف متوجہ ہو کے بیٹھ گیا (تاکہ حضور علیہ السلام جو اِرشاد فرمائیں وہ میں بھی سُن سکوں) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فقراء مہاجرین کو اُس چیز کی بشارت سُنا دینی چاہیے جو اُن کو مسرور و شاداں بنا دے وہ (بشارت کی چیز) یہ ہے کہ فقراءِ مہاجرین جنت میں اَغنیاء (دولت مندوں) سے چالیس سال پہلے چلے جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بخدا میں نے دیکھا کہ (یہ بشارت سُن کر) فقراء کے چہروں کا رنگ کھل اُٹھا، پھر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ (بشارت سُن کر اَور فقراء کے چہروں کی تابانی و شگفتگی) دیکھ کر میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہونے لگی کہ کاش میں بھی اِن ہی جیسا ہوتا یا یہ کہ اِن میں سے ہوتا۔

قسط : ۳

توبہ نامہ

﴿ جناب پروفیسر یوسف سلیم صاحب چشتی مرحوم ﴾

باب دوم : مسئلۂ قومیت پر مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ اَور علامہ اقبال مرحوم کے اختلافِ رائے کی حقیقی نوعیت

اَشعارِ اِقبال اَور حقیقتِ حال :

تمہید :

چونکہ موجودہ زمانے کے اکثر مداحانِ اقبال نہ تو ''اَرمغانِ حجاز'' میں مندرجہ اَشعار بعنوان ''حسین احمد'' کے پس منظر سے آگاہ ہیں اَور نہ اِس بات سے واقف ہیں کہ جب علامہ اقبال پر حقیقتِ حال منکشف ہوگئی تو اُنہوں نے اِس اَمر کا اعتراف کرلیا تھا کہ ''اَب مجھے مولانا حسین احمد مدنی پر اعتراض کا کوئی حق باقی نہیں رہا۔''

اِس لیے موجودہ اَور آئندہ نسل کی آگاہی کے لیے میں اِس داستان کو مفصل طور پر سپردِ قلم کر رہا ہوں تاکہ عوام اَور خواص دونوں حضرت اَقدس مولانا مدنیؒ کی شان میں گستاخی کے جرم سے محفوظ رہیں۔

مثلاً اپریل ۱۹۶۸ء کے پاکستان ریویو میں علامہ عبدالرشید طارق نے جو مضمون اقبال کے عنوان سے سپردِ قلم فرمایا ہے اُس میں اِن ہی اَشعار کو مستدل بنا کر حضرت اَقدسؒ کی شان میں وہی گستاخی کی ہے جس کا اِرتکاب ۱۹۵۳ء میں میں خود کر چکا ہوں۔ محض اِس لیے کہ علامہ اقبال کا اعتراف میرے ذہن سے محو ہوگیا تھا۔ علامہ طارق نے اِس مضمون میں جو معارف بیان فرمائے ہیں اُن پر بشرطِ زندگی ایک مفصل مقالہ لکھوں گا۔ سرِ دست صرف اِس قدر لکھنے پر اِکتفا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے یہ شعر بھی علامہ اقبال سے منسوب فرمایا ہے۔

خود را بفریبد کہ خدارا بفریبد
آں شیخ فرو مایہ کہ خود را مدنی خواند

علامہ اقبال کی خدمت میں بدقسمتی یا خوش قسمتی سے مجھے بھی ۱۹۲۵ء تا ۱۹۳۸ء قریب تیرہ سال تک حاضر ہونے کا موقع ملا۔ ایک آدمی کی ذہنیت اَور سیرت کا مطالعہ کرنے کے لیے یہ مدت کافی سے زیادہ ہے۔ میرا دِل نہیں مانتا کہ علامہ اقبال مرحوم اَخلاقی اعتبار سے اِتنے پست (فرومایہ) تھے کہ ایک مشہور و معروف عالم دین، شیخ الہندؒ کے جانشین، دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، لاکھوں مسلمانوں کے رُوحانی پیشوا اَور لاکھوں سرفروشوں کے سیاسی رہنما جس کے قدموں کو ۱۹۲۱ء میں رئیس الاحرار مولانا محمد علی جنت آشیانی نے بھری عدالت میں بوسہ دیا تھا جس نے ساری عمر مَلاعنہ فرنگ کے خلاف جہاد کیا، جس نے ساری عمر کلمہ حق کہا، جس نے گالیاں کھا کر دُعائیں دیں جس کی عظمت پر آج بھی مالٹا گواہی دے رہا ہے۔ کراچی، نینی، بریلی، فیض آباد، مرادآباد اَور خدا معلوم کتنے شہروں کی جیلیں آج بھی اُس کی آہِ سحرگاہی اَور قرآن الفجر کی برکات سے مالا مال ہیں، جس نے ایک دو نہیں پورے چودہ سال تک حرمِ نبوی میں حدیثِ نبوی کا درس دیا۔

گردن نہ جھکی جس کی کسی شاہ کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے مُردوں میں پڑی جان

جس کی علو ہمت کا ہی عالم تھا کہ اُس نے مَلاعنہ فرنگ کے خطابات درکنار، خود حکومتِ ہند کے خطاب (پدم بھوشن) اَور طلائی تمغے دونوں کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ میں نے اپنے وطن کو کسی خطاب یا جاگیر حاصل کرنے کی نیت سے آزاد نہیں کرایا بلکہ اپنا فرض ادا کیا، انگریز میرا دشمن تھا، میرے وطن کا دُشمن تھا اَور سب سے بڑھ کر میرے دین کا دشمن تھا اِس لیے اِسے ختم کرنا میرا دینی فریضہ تھا۔

ایسے شخص کے لیے اقبال ایسا نارَوا لفظ استعمال کرتے؟ اقبال فارسی دان تھے اِس لیے اِس لفظ کے (CONNOTATION) مفہوم سے واقف تھے اَور خود بہت شریف آدمی تھے اَور شریف کی پہچان یہ ہے کہ وہ دُوسروں کی توہین نہیں کیا کرتا، دشنام طرازی شریفوں کا شیوہ کبھی نہیں رہا۔

رہا ''خود را مدنی خواند'' والا فقرہ، تو یہ بھی اقبال کے قلم سے نہیں نکل سکتا، کیونکہ وہ اِس حقیقت سے آگاہ تھے کہ حضرت اَقدس ساری عمر اپنے نام سے پہلے ''ننگِ اسلاف'' لکھتے رہے۔ اُن کے ہزاروں خطوط آج بھی اُن کے شاگردوں، مریدوں، عقیدت مندوں اَور مداحوں کے پاس موجود ہیں۔ کسی خط میں حضرت نے اپنے اسم گرامی کے ساتھ لفظ ''مدنی'' کا اِضافہ نہیں فرمایا لہٰذا ''خود را مدنی خواند'' خلافِ حقیقت ہے یعنی دروغ

بے فروغ ہے اَور اقبال اِس جرم کے مرتکب نہیں ہو سکتے تھے۔ حضرت اَقدسؒ کے عشاق اَور تلامذہ محض اِظہارِ حقیقت کے طور پر آں جنابؒ کو مدنی کے لقب سے یاد کرتے تھے اَور آج بھی یاد کرتے ہیں اَور بجا طور پر، کیونکہ حضرت اَقدسؒ کی زندگی کا بڑا حصہ مدینۃ النبی ﷺ میں بسر ہوا، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ .

یہ رُتبۂ بلند مِلا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رَسن کہاں

یہ تو حضرت اقدسؒ کی رُوحانی عظمت کی دلیل ہے کہ آپ خود ساری عمر اپنے آپ کو ''ننگِ اسلاف'' لکھتے رہے اور دُنیا آپ کو ''مدنی'' کہتی رہی اَور اِنشاء اللہ کہتی رہے گی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دِلش زندہ شد بعشق
ثبت اَست برجریدۂ عالم دوامِ شیخ [1]

قارئین کرام سے اِس اعراض عن الموضوع کی معافی چاہتا ہوں۔ یہ سطور بے اختیار نوکِ قلم پر آ گئیں۔ بعض اوقات ایسے مواقع پیش آ جاتے ہیں کہ دِل پر اِختیار باقی نہیں رہتا۔ اَب میں اِس واقعہ کی تفصیل سپردِ قلم کرتا ہوں۔ یعنی

دگر از سر بگیرم قصۂ زُلفِ پریشاں را

۸ر جنوری ۱۹۳۸ء کی شب میں حضرت اَقدس مولانا مدنی نے صدر بازار دہلی متصل پل بنگش ایک جلسے میں ایک تقریر فرمائی جس کا بڑا حصہ ۹ر جنوری کے ''تیج'' اَور ''انصاری'' دہلی میں شائع ہوا۔ چندروز کے بعد ''الامان'' اَور ''وحدت'' دہلی نے اِس تقریر کو قطع و برید کے بعد اپنے صفحات میں جگہ دی۔ اِن پرچوں سے ''زمیندار'' اَور ''اِنقلاب'' لاہور نے اِس تقریر کو نقل کیا اَور یہ جملے حضرت اقدسؒ کی طرف منسوب کر دیے کہ حسین احمد دیوبندی نے مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ چونکہ اِس زمانے میں قومیں وطن سے بنتی ہیں مذہب سے نہیں بنتیں اِس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی اپنی قومیت کی بنیاد وطن کو بنائیں اَوْ كَمَا قَالَ

جب یہ اخباری اطلاع علامہ اقبال کے کان میں پڑی تو اُنہوں نے حضرت اقدسؒ سے استفسار یا تحقیق کیے بغیر یہ تین اشعار سپردِ قلم کر دیے۔

---

[1] اشارہ بجانب شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی قدس سرہٗ العزیز

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
نہ دیوبند حسین احمد ، ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبرز مقامِ محمد عربی است
بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

اِن اشعار کی بنا پر ہندوستان کے علمی اَور دینی حلقوں میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا جس کی تفصیل اُس زمانے کے روزانہ اَور ہفتہ وار اَخباروں سے معلوم ہوسکتی ہے۔

خوش قسمتی سے ایک دردمند مسلمان نے جنھوں نے مصلحتاً ''طالوت'' کا نام اِختیار کرلیا تھا حقیقت حال دریافت کرنے کے لیے حضرت مدنی رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس کے جواب میں حضرت موصوف رحمہ اللہ نے یہ خط اِنہیں لکھا :

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خط طالوت کے نام

محترم المقام، زید مجدکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج مبارک

والا نامہ باعثِ سرفرازی ہوا۔ میں آپ کی محبت کا شکرگزار ہوں، بالخصوص اِس بناء پر کہ باوجود عدم ملاقات اِس قدر اِلتفات فرماتے ہیں۔ میرے پاس بہت سے خطوط اِس کے متعلق آئے، مگر میں اِنتہائی درجے میں عدیم الفرصت ہوں اَور اِس قسم کے اِفترا آت اَور سب وشتم کا سیلاب کم وبیش اِس زمانے سے جبکہ میں نے تحریکاتِ وطنیہ اَور مِلّیہ میں قدم اُٹھایا ہے، برابر جاری ہے۔ اِس لیے ایسی باتوں میں وقت صرف کرنا اِضاعتِ وقت سمجھتا ہوں اَور وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ (الآیۃ) پر عمل پیرا رہتا ہوں۔ میں اِس وقت بھی چپ تھا مگر آپ کے والا نامے نے مجبور کیا کہ حقیقت واضح کی جائے اِس لیے باوجود عدیم الفرصتی مختلف اوقات میں لکھ کر مندرجہ ذیل مضمون پیش کرتا ہوں۔

''اصل واقعہ یہ ہے کہ صدر بازار دہلی متصل پل بنگش زیر صدارت مولانا نور الدین

صاحب جلسہ کیا گیا تھا، اِس میں اہل محلّہ کی طرف سے ایڈریس پیش کیا گیا۔ اُس میں میری مِلّی اَور وطنی خدمات کو سراہا گیا، جلسہ نہ وعظ ونصیحت کا تھا اَور نہ اِسلامی تعلیمات کے بیان کرنے کا، ایک روز صبح کو ایک مذہبی جلسہ ہو چکا تھا۔ شب کے جلسے کے اعلان میں یہ طبع کیا جا چکا تھا کہ حسین احمد کو ایڈریس پیش کیا جائے گا۔ ایڈریس کے اِس جلسے میں لیگیوں اَور بالخصوص مولوی مظہرالدین صاحب اَور اُن کے ہمنواؤں میں اِنتہائی غصہ پھیلا ہوا تھا۔ کوشش کی جارہی تھی کہ جلسہ کو درہم برہم کیا جائے۔ جس کا احساس کر کے جنابِ صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں یہ کہہ دیا تھا کہ اِس جلسے میں کانگرس اَور مسلم لیگ کے متعلق کوئی تقریر نہیں ہوگی۔ اِس کے بعد میں ایڈریس کا جواب دینے کے لیے کھڑا ہوا۔ میں نے بعض ضروری مضامین کے بعد ملک کی حالت، بیرونی ممالک اَور غیر اقوام، نیز اَندرونِ ملک میں آزادی کا تمہیدی مضمون شروع کیا تو کہا کہ موجودہ زمانے میں قومیں اَوطان سے بنتی ہیں، نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں۔ دیکھو! اِنگلستان کے بسنے والے سب ایک قوم شمار کیے جاتے ہیں حالانکہ اُن میں یہودی بھی ہیں، نصرانی بھی، پروٹسٹنٹ بھی ہیں، کیتھولک بھی، یہی حال امریکہ، جاپان اَور فرانس وغیرہ کا ہے۔ جو لوگ جلسے کو درہم برہم کرنے آئے تھے اُنہوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ میں اُس وقت یہ نہ سمجھ سکا کہ شور کی وجہ کیا ہے۔ جلسہ جاری رکھنے والے لوگ اَور وہ چند آدمی جو شوروغوغا چاہتے تھے، سوال وجواب دیتے رہے اَور چپ رہو کے الفاظ سنائی دیے۔

اگلے روز ''الامان'' وغیرہ میں چھپا کہ حسین احمد نے تقریر میں یہ کہا کہ قومیت وطن سے ہوتی ہے مذہب سے نہیں ہوتی اور اِس پر شوروغوغا ہوا۔ اُس کے بعد اِس ''الامان'' میں اَور دیگر اَخبارات میں سب وشتم چھاپا گیا۔ کلام کے اِبتداء اَور اِنتہا کو حذف کر دیا گیا اَور کوشش کی گئی کہ عام مسلمانوں کو ورغلایا جائے۔ میں اِس تحریف و اِتہام کو دیکھ کر چپکا ہو گیا۔ تقریر کا بڑا حصہ ''اَنصاری'' اَور ''تیج'' میں بھی چھپا، مگر اُس کو کسی نے نہیں لیا۔ ''الامان'' اَور ''وحدت'' سے ''اِنقلاب'' اَور ''زمیندار'' نے لیا اَور اپنے اپنے دِلوں کی

بھڑاس نکالی۔

۹ جنوری کے ''اَنصاری'' اَور ''تیج'' کو ملاحظہ فرمائیے۔ میں نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ مذہب وملت کا دارومدار وطنیت پر ہے۔ یہ بالکل اِفتراء اَور دجل ہے۔ ''احسان'' مورخہ ۱۳ر جنوری کے صفحہ ۳ پر بھی میرا قول یہ نہیں بتایا گیا بلکہ یہ کہا گیا کہ قوم یا قومیت کی اَساس وطن پر ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ بھی غلط ہے مگر یہ ضرور تسلیم کیا گیا ہے کہ مذہب وملت کا مدار وطنیت پر ہونا میں نے نہیں کہا تھا۔

شملے کی چوٹیوں اَور نئی دہلی سے تعلق رکھنے والے ایسے افتراء کرتے ہی رہتے ہیں۔ اِس قسم کی تحریفیں اَور سب وشتم اُن کے فرائض میں سے ہیں، مگر سر اقبال جیسے مہذب اَور متین شخص کا اُن کی صف میں آجانا ضرور تعجب خیز اَمر ہے، اُن سے میری خط وکتابت نہیں ، مجھ جیسے اَدنیٰ ہندوستانی کا اُن کی بارگاہِ عالی تک پہنچنا اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اگر غیر مناسب نہ ہو تو اُن کی بارگاہ عالی میں یہ شعر ضرور پہنچا دیجیے۔

هَنِيئًا مَّرِيئًا غَيْرَ دَاءٍ مُّخَامِرٍ
لِعِزَّةٍ مِنْ اِعْرَاضِنَا مَا اسْتَحَلَّتِ

اَفسوس کہ سمجھ دار اشخاص اَور آپ جیسے عالی خیال تو یہ جانتے ہیں کہ مخالفت کی بناء پر یہ اَخبار ہر قسم کی ناجائز اَور ناسزا کاروائیاں کرتے رہتے ہیں۔ اِن پر ہرگز اعتماد ایسے امور پر نہ کرنا چاہیے اَور سر اقبال جیسے عالی خیال اَور حوصلہ مند، مذہب میں ڈوبے ہوئے تجربہ کار شخص کو یہ خیال نہ آیا نہ تحقیق کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔ آیت اِذَا جَآئَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَیَّنُوْا (الآیہ) گویا اُن کی نظر سے نہیں گزری۔ سر اقبال فرماتے ہیں :

سرود بر سر منبر کہ ملت اَز وطن است
چہ بے خبر زمقامِ محمد عربی است

کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ ملت اَور قوم کو سر اقبال ایک قرار دے کر ملت کو وطنیت کی بناء پر نہ ہونے کی وجہ سے قومیت کو بھی اِس سے منزہ قرار دے دیتے ہیں۔ یہ بوالعجبی نہیں

تو اور کیا ہے؟ زبان عربی اَور مقام محمد عربی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے کون بے خبر ہے؟

ذرا غور فرمائیے۔ میں نے اپنی تقریر میں لفظ قومیت کا کہا ہے، ملت کا نہیں کہا ہے۔ دونوں لفظوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ملت کے معنی شریعت اَور دین کے ہیں اَور قوم کے معنی مردوں اَور عورتوں کی جماعت کے ہیں۔ قاموس میں ہے: ''وَبِالْکَسْرِ اَلشَّرِیْعَۃُ اَوِالدِّیْنُ'' یہ ملت کی بحث میں ہے۔ نیز قاموس میں ہے: اَلْقَوْمُ اَلْجَمَاعَۃُ وَ تَدْخُلُہُ النِّسَاءُ تَبِعِیَّۃً . (بحث قوم)

مجمع البحار میں ملت کے معنٰی اِن الفاظ کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں :

''مَا شَرَعَ اللّٰہُ لِعِبَادِہٖ عَلٰی اَلْسِنَۃِ الْاَنْبِیَاءِ وَیُسْتَعْمَلُ فِیْ جُمْلَۃِ الشَّرَائِعِ لَا فِیْ اٰحَادِھَا ثُمَّ اتُّسِعَتْ فَاسْتُعْمِلَتْ فِی الْمِلَّۃِ الْبَاطِلَۃِ فَقِیْلَ اَلْکُفْرُمِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ .

میں نہیں سمجھ سکتا یہ منطق کون سی ہے؟ الفاظ قوم، ملت، دین تینوں عربی ہیں۔ اِن کے معانی کو لُغت عربی سے پوچھتے اَور دیکھتے کہ کسی عربی لُغت میں قوم اَور علی ہذا القیاس قوم اَور دین کو مرادف اَور ہم معنی قرار دیا ہے یا نہیں۔ آیات اور روایات کو ٹٹولیے اَور سر صاحب کی بوالعجبی کی داد دیجیے۔

اگر میری تقریر کے سیاق وسباق کو بھی حذف کر دیا جائے اَور عبارت میں حسبِ اعلان جریدۂ ''احسان'' ''قوم یا قومیت کی اساس وطن پر ہوتی ہے۔'' بتائی جائے تب بھی میں نے کب کہا کہ ملت یا دین کی اساس وطن پر ہے؟ پھر سر موصوف کی یہ نسبت ''سر دو بر سر منبر الخ'' افتراءِ محض نہیں تو اَور کیا ہے؟ اَور اُن کا اِن تینوں لفظوں کو ایک قرار دینا عجمیت اَور زبان عربی سے ناواقفیت نہیں تو اَور کیا ہے؟

آپ مجھ کو اِرشاد فرماتے ہیں کہ تو اپنے خیالات سے مجھ کو مطلع کر۔ جواباً عرض ہے کہ قوم کا لفظ ایسی جماعت پر اِطلاق کیا جاتا ہے جس میں کوئی وجہ جامعیت کی موجود ہو، خواہ وہ مذہبیت ہو یا وطنیت یا نسل یا زبان یا پیشہ یا رنگت یا کوئی اَور صفت مادّی یا معنوی کہا جاتا

ہے، عربی قوم، عجمی قوم، ایرانی قوم، مصری قوم، پختون قوم، سیدوں کی قوم، شیخوں کی قوم، کنجڑوں کی قوم، موچیوں کی قوم، کالوں کی قوم، گوروں کی قوم، صوفیوں کی قوم وغیرہ وغیرہ۔ یہ محاورات تمام دُنیا میں شائع ہیں اَور زبان عربی بلکہ آیات و اَحادیث میں بکثرت وجوہ پر اِطلاق لفظ قوم کا پایا جاتا ہے۔ اِن ہی میں ہندوستانی قوم بھی ہے۔ موجودہ زمانے میں ہندوستانی قوم سے بیرونی ممالک میں تمام باشندگانِ ہندوستان سمجھے جاتے ہیں خواہ اُردو بولنے والے ہوں یا بنگلہ، خواہ کالے ہوں یا گورے، ہندو ہوں یا مسلمان، پارسی ہوں یا سکھ، اِنڈین کا لفظ ہر ہندوستانی پر اِطلاق کیا جاتا ہے۔ میں ہندوستان سے باہر تقریباً سترہ برس رہا ہوں۔ عرب، شام، فلسطین، افریقہ، مصر، مالٹا وغیرہ میں رہنا ہوا۔ ہر ملک کے باشندوں سے ملنا جُلنا، اُٹھنا بیٹھنا ہوا۔ جرمن، آسٹرین، بلگیرین، انگریز، فرانسیسی، آسٹریلین، امریکی، رُوسی، چینی، جاپانی، ترکی، عربی وغیرہ مسلم اَور غیر مسلم کے ساتھ سالہا سال مِلنا جُلنا اَور نشست و برخاست کی نوبت آئی۔ اگر یہ لوگ عربی یا ترکی یا فارسی یا اُردو سے واقف ہوتے تھے تو بلا ترجمان ورنہ بذریعہ ترجمان گفتگو ہوتی تھی۔ سیاسی مسائل اَور مذہبی اُمور زیرِ بحث رہتے تھے۔ میں نے بیرونی ممالک کے عام لوگوں کو اِسی خیال اَور عقیدے پر پایا کہ وہ ہندوستانی لوگوں کو ایک قوم سمجھتے ہیں اَور سب کو باوجود مختلف المذاہب ومختلف اللسان والالوان ہونے کے ایک ہی لڑی میں پروتے ہیں۔

لغوی معنی اِس سے اِنکاری نہیں عرف اِس کا متقاضی ہے۔ پھر اِس کے اِنکار کے کیا معنی ہیں؟ یہ دعوے کہ اِسلام کی تعلیم، قومیت کی بنیاد، جغرافیائی حدود یا نسلی وحدت یا رنگ کی یکسانی کے بجائے شرف اِنسانی یا اُخوتِ بشری رکھتی ہے (جیسا کہ مدیر ''احسان'' کا دعوی ہے) مجھے نہیں معلوم کہ نص قطعی یا ظنی سے ثابت ہے، جس کی بنا پر اختلافِ اَوطان وغیرہ پر اِطلاق لفظ قوم ممنوع ہو۔ لوگوں میں مساویانہ برتاؤ اَور برادرانہ معاملات دُوسری چیز ہیں حالانکہ اِن میں اِمتیاز عرفاً وشرعاً معتبر ہے۔ اِس کے علاوہ تقریر میں تو

اِسلامی تعلیم اور نظریہ کا کوئی ذکر بھی نہیں تھا۔

میرے محترم! اِس اَجنبی اَور خود غرض حکومت اَور خون چوسنے والی قوم نے جس قعرِ مذلت اَور ہلاکت اَور قحط و اَفلاس کے تیرہ و تار گڑھے میں تمام ہندوستانیوں کو عموماً اَور مسلمانوں کو خصوصاً عرصہ دراز سے ڈال رکھا ہے اَور جس طرح وہ ہندوستانیوں کو روز اَفزوں فنا کے گھاٹ اُتارتی جا رہی ہے وہ اِس قدر ظاہر و باہر ہے کہ اِس کے بیان کی حاجت نہیں ہے۔ نیز اِس سے آزاد ہونا اَور ملک و ملت کی زندگی اَور بہبودی کی فکر اَور سعی کرنا ہر حیثیت سے سبھوں کا فریضہ ہونا بھی اَظہر من الشّمس ہے (اِن دونوں چیزوں سے بجز غبی یا مکابر کوئی شخص بھی منکر نہیں ہوسکتا) اگرچہ اِس پردیسی خونخوار قوم سے نجات کے اَور ذرائع بھی عقلاً ممکن ہیں، مگر جس قدر قوی اَور مؤثر ذریعہ تمام ہندوستانیوں کا متفق اَور متحد ہو جانا ہے اَور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

اس کے آگے اِس حکومت کے جملہ اسلحہ اَور تمام قوتیں بیکار ہیں اَور بغیر نقصانِ عظیم ہندوستانی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لٰہذا اَشد ضرورت ہے کہ تمام باشندگانِ ملک کو منظّم کیا جائے اَور اُن کو ایک ہی رشتے میں منسلک کر کے کامیابی کے میدان میں گامزن بنایا جائے۔ ہندوستان کے مختلف عناصر اَور متفرق ملل کے لیے کوئی رشتۂ اِتحاد بجز ''متحدہ قومیت'' کے نہیں جس کی اساس وطنیت ہی ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کانگرس نے ابتداء ہی سے اِس امر کو اپنے اغراض و مقاصد میں داخل کیا ہے۔ ۱۸۸۵ء میں جبکہ کانگرس کا پہلا اجلاس ہوا تو سب سے پہلا مقصد مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کیا گیا۔

''ہندوستان کی آبادی جن مختلف اَور متصادم عناصر سے مرکب ہے اُن سب کو متفق اَور متحد کر کے ایک قوم بنایا جائے۔''

یہی متحدہ قومیت اِنگلستان کے دِل میں ہمیشہ سے کھٹکتی رہی ہے اَور ہر انگریز اِس سے خائف اَور اِس کے زائل کرنے کے لیے ہر طرح سے ساعی ہے۔ پروفیسر سیلے نے **Expansion of England** میں اِس کے متعلق یہ لکھا ہے :

''اگر ہندوستان میں متحدہ قومیت کا کمزور جذبہ بھی پیدا ہو جائے اَور اُس میں اَجنبیوں کے نکالنے کی کوئی عملی رُوح بھی نہ ہو، بلکہ صرف اِس قدر احساس عام ہو جائے کہ اَجنبی حکومت سے اتحادِ عمل ہندوستانیوں کے لیے شرمناک ہے تو اُسی وقت سے ہماری شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ ہم درحقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں اَور نہ اُس پر فاتحانہ حکمرانی کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اِسی طرح کی حکومت کرنی بھی چاہیں گے تو اِقتصادی طور پر قطعاً برباد ہو جائیں گے۔''

اِسی بناء پر ہمیشہ سے یہی کوشش مدبرانِ برطانیہ کی جاری رہی ہے کہ یہ جذبہ ہندوستانیوں میں پیدا نہ ہونے دیا جائے اور اگر کبھی کوئی صورت اِس کی پیش آ بھی جائے تو اِس کو جلد اَز جلد ہر ممکن صورت سے تفرقہ ڈلوا کر فنا کر دیا جائے۔ ''لڑاؤ اَور حکومت کرو'' کی انگریزی پالیسی مشہور اَور مشاہد ہے۔ بالخصوص کانگرس کے پیدا ہونے کے بعد تو اِس راہ میں اِنتہائی جدوجہد جاری ہے۔ مسٹر بیک اَور مسٹر ماریسن اَور سر آکلینڈ کالون کی اِنتہائی اِنفرادی مساعی اَور پھر ۱۸۸۸ء میں اجتماعی مساعی اِس کی شاہد عدل ہیں جس کے ماتحت اَولاً اِسی سن میں ''یونائیٹڈ اِنڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن'' قائم کرائی گئی جس کا دُوسرا نام ''اَینٹی کانگرس اَیسوسی ایشن'' تھا۔ پھر ۱۸۹۳ء میں محمڈن اینگلو اَورینٹل ڈیفنس ایسوسی ایشن آف اَپر اِنڈیا'' تخلیق کی گئی جس کے مقاصد حسب ذیل قرار دیے گئے تھے :

(۱) مسلمانوں کی رائیں انگریزوں اَور گورنمنٹ ہند کے سامنے پیش کر کے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا۔

(۲) عام سیاسی شورش کو مسلمانوں میں پھیلنے سے روکنا۔

(۳) اُن تدابیر میں امداد دینا جو سلطنتِ برطانیہ کے استحکام اَور اُس کی حفاظت میں معاون ہوں۔ ہندوستان میں امن قائم رکھنے کی کوشش کرنا اَور لوگوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرنا۔

مسٹر بیک اَور مسٹر کالون وغیرہ کی اِنفرادی مساعی کا یہ نتیجہ تھا کہ سر سید جیسے تیز اَور سخت

سیاسی آدمی کے خیالات پر نہایت زہریلا اَثر ڈالا گیا۔ ''اسبابِ بغاوتِ ہند'' کے لکھنے والے شخص کے عقائد اَور اِرادوں کو پیہم مساعی سے بالکل ہی جامد اَور انگریز پرست اَور ڈرپوک بنا دیا گیا۔

مسلمانوں کو ہمیشہ دھوکا دیا گیا اَور آج بھی نہایت قوت اور چالاکی سے دیا جا رہا ہے۔ اُن کو چاہیے کہ گذشتہ تاریخ کا مطالعہ کریں اَور اپنے تحفظ و زندگی کا سامان کریں۔ اہل مطالعہ سے میری پرزور درخواست ہے کہ وہ ''مسلمانوں کا روشن مستقبل'' یہ کتاب جو ابھی ابھی مطبع نظامی بدایوں سے چھپی ہے کا بغور مطالعہ فرمائیں۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

۸؍ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ

(جاری ہے)

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی قابلِ تقلید اِمتیازی صفات

''جسے پیروی کرنی ہے وہ حضراتِ مرحومین کی پیروی کرے کیونکہ زندہ آدمی فتنہ سے محفوظ نہیں ہے۔ اَور (وہ قابلِ اِتباع حضرات) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں: جو اِس اُمت کے افضل ترین حضرات تھے، وہ دِلوں کے اعتبار سے سب سے نیک، علم کے اعتبار سے سب سے گہرے اَور تکلف میں سب سے کم تھے (سادہ زندگی والے تھے) اللہ تعالی نے اُن کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ مبارکہ اَور اپنے دین کی خدمت کے لیے منتخب فرما لیا تھا، لہٰذا تم اُن کی فضیلت کو پہچانو اور اُن کے نقشِ قدم پر چلو اَور تم سے جس قدر ہو سکے اُن کے اَخلاقِ فاضلہ اَور مبارک سیرت کو مضبوطی سے تھامے رکھو اِس لیے کہ وہ سیدھی راہ پر قائم تھے۔'' (مشکوۃ شریف ج ۱ ص ۳۲)

اِس اِرشاد سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں خاص کر تین صفات نمایاں تھیں: (۱) دِلوں کی نیکی (۲) علمی گیرائی (۳) سادگی و بے تکلفی۔ یہ ایسی صفات ہیں کہ جس فرد اَور جس جماعت میں پیدا ہو جائیں اُس کو دَارین کی عظمت نصیب ہو سکتی ہے۔

قسط : ١

سفر نامہ .... چھ دِن مراکش میں

﴿ جناب مولانا ضیاء الحسن صاحب طیّب ، برمنگھم، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

مراکش کا نام میں نے آج سے تیس سال پہلے ١٩٧٥ء میں سنا تھا جب میری عمر تقریبًا دس سال کے لگ بھگ تھی میں اُس وقت میر پور آزاد کشمیر تبلیغی مرکز میں حفظ قرآن کا طالب علم تھا۔ تبلیغی مرکز میں آئے روز جماعتوں کی آمد و رفت رہتی تھی ایک روز لمبے چوغے گورے چٹے دَراز قد ہنس مکھ چہروں والے نوجوانوں کی ایک جماعت آئی تو پتہ چلا کہ یہ جماعت مراکش سے آئی ہے۔ وہ اُردو زبان سے نابلد اَور ہم عربی زبان سے ناواقف، ہم طالب علم اشاروں کنایوں میں اُن سے باتیں کرتے اُن کے پاس بیٹھتے وہ ہم سے قرآن کی تلاوت سنتے کھانے میں ہمیں اپنے ساتھ شریک کرتے وہ لوگ ہمیں بہت اچھے لگے۔ اُس وقت ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا زندگی میں کبھی مراکش جانے کا بھی اِتفاق ہوگا۔ مگر اِنسان نے زندگی کے اِس سفر میں کہاں کہاں کا سفر کرنا ہے اُس کو نہیں معلوم۔

٢٠ رنومبر ٢٠٠٦ء کو ہم تین احباب ڈاکٹر اَختر الزمان نوری، مولوی آفتاب احمد اَور راقم الحروف مراکش کے لیے روانہ ہوئے۔ مراکش کے لیے اَبھی تک برمنگھم سے فلائٹوں کا سلسلہ شروع نہیں ہوا اِس لیے ہمیں لوٹن سے فلائٹ لینی تھی فلائٹ کا وقت صبح سات بجے تھا جس کا مطلب تھا ہمیں کم اَز کم صبح پانچ بجے لوٹن ایئر پورٹ پر ہونا چاہیے اَور یہ اُسی وقت ممکن تھا جب ہم صبح تین بجے برمنگھم سے نکلیں، نومبر کی سرد اَور یخ بستہ راتوں میں صبح اُٹھنا اَور سفر کے لیے روانہ ہونا ایک مشکل اَور تکلیف دہ کام تھا۔ مولوی آفتاب صاحب کے کلاس فیلو اَور باغ و بہار شخصیت کے مالک جناب مولانا چوہدری ناصر اَحمد لوٹن میں رہائش پزیر ہیں اُن سے بات ہوئی تو اُنہوں نے ہمیں دعوت دی کہ آپ رات ہمارے یہاں قیام کریں ہم علی الصبح آپ کو ائیر پورٹ پر چھوڑ دیں گے اُن کی یہ تجویز ہمیں پسند آئی چنانچہ ہم نمازِ مغرب کے بعد برمنگھم سے لوٹن کے لیے روانہ ہوگئے لوٹن کے دوستوں نے ہمارے لیے بڑی پُر تکلف دعوت کا اِنتظام کر رکھا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد رات گئے تک اُن سے خوب گپ شب رہی۔ صبح پانچ بجے مولانا چوہدری

ناصر احمد صاحب نے ہمیں ائیر پورٹ پر پہنچایا ہم اُن دوستوں خصوصًا چوہدری ناصر احمد صاحب اَور حافظ محمد صفدر صاحب کے بہت مشکور ہیں جن کی میز بانی اَور محبت کی وجہ سے ہمارا سفر نہایت سہل ہوا، اللہ تعالیٰ اِن دوستوں کو جزائے خیر دے اَور اِن کے کاموں میں آسانی فرمائے، آمین۔

نائن الیون خصوصًا 7/7 کے بعد ائیر پورٹس پر حفاظتی اِنتظامات کی وجہ سے مسافروں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے اُنہیں لمبی لمبی قطاروں میں کھڑے ہو کر تلاشی کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے جوتے اَور جیکٹس تک اُتروائی جاتی ہیں۔ جن مسافروں کے پاس دستی سامان ہو اُن کو زیادہ پریشانی اُٹھانی پڑتی ہے مگر جن کے پاس دستی سامان نہ ہو اُن کے لیے زیادہ پرابلم نہیں۔ مسافروں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاس کم اَز کم دستی سامان رکھیں جتنا سامان اَور بوجھ کم ہوگا اُتنا ہی بہتر ہوگا۔

مراکش کا مختصر تعارف :

برطانیہ سے تین گھنٹے بیس منٹ کی مسافت پر واقع مراکش شمال مغرب افریقہ کا ایک اسلامی ملک ہے اِس کے مشرق میں الجزائر جنوب میں ماریطانیہ اَور مغرب میں بحر اَوقیانوس واقع ہے اِس کا رقبہ چار لاکھ چھیالیس ہزار پانچ سو پچاس کلومیٹر اَور اِس کی آبادی تیس ملین یعنی تین کروڑ کے قریب ہے مسلمانوں کی تعداد ننانوے فیصد ہے۔ اِس کا دارالحکومت رباط ہے جو ایک جدید اَور خوبصورت شہر ہے رباط کی آبادی بارہ لاکھ کے قریب ہے۔ مراکش شمالی افریقہ کا واحد ملک ہے جسے مسلمانوں کے سوا کسی طاقت نے مطیع نہیں کیا تھا جبکہ دیگر افریقی ممالک لیبیا، تیونس اَور الجزائر جیسے ملکوں نے بھی رُوسیوں کے آگے گھٹنے ٹیک دیے تھے مگر مراکش کے غیور اَور بربر عوام نے روسیوں کے دانت کھٹے کر دیے اَور شکست تسلیم کرنے سے اِنکار کر دیا۔

660ء میں عقبہ بن نافع کی زیرِ قیادت مسلمانوں نے مراکش پر فوج کشی کی اَور بربر قبائل کی مدد سے بہت جلد پورے علاقے پر اِسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔ بنواُمیہ کے عہد سے عباسی حکمران خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے تک مراکش وسیع اِسلامی سلطنت کا ایک صوبہ رہا جس کو اُس زمانے میں ''مغربِ اَقصیٰ'' کہا جاتا تھا وہاں کے بربر لوگوں نے اِسلام قبول کر لیا تھا۔

آٹھویں صدی عیسوی میں ایک شخص شریف مولے اِدریس نے خلیفہ بغداد کی سزا کے خوف سے مراکش میں پناہ لی اُنہوں نے ''مولے اِدریس'' شہر کی بنیاد رکھی جہاں اِن کا مقبرہ آج بھی لوگوں کی توجہ کا

مرکز ہے۔ اِن کے فرزند اِدریس بن عبداللہ نے یہاں اِدریسی خاندان کی حکومت قائم کی جو 972ء تک قائم رہی اُس نے 808ء میں شہر ''فیض'' کی بنیاد رکھی اَور اِسے مراکش کا دارالخلافہ قرار دیا۔

گیارویں صدی کے شروع میں مسلمان بربروں نے یوسف بن تاشفین کی قیادت میں ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو 1053ء سے 1147ء تک قائم رہی اِس دور میں مراکش نے خلافتِ عباسیہ سے الگ ایک جداگانہ ملک کا درجہ حاصل کیا، یوسف بن تاشفین نے مراکش کا شہر آباد کیا اِس کا تعلق مرابطین سے تھا جو کٹر مسلمان شمار کیا جاتا تھا۔

1125ء میں موحدین نے عبدالمومن بن علی کی سرکردگی میں مغرب میں سب سے بڑی اِسلامی سلطنت کی داغ بیل ڈالی یہ سلطنت اسپین سے بنگال تک پھیلی ہوئی تھی۔ مراکش کی اِس سلطنت کے قیام میں مشہور فلسفی علامہ ابن رُشد نے اہم کردار اَدا کیا تھا۔

بارہویں صدی کے اَواخر میں خانہ بدوش بربرون نے شمالی افریقہ میں اَثر ونفوذ حاصل کرلیا وہ اسپین اَور پُرتگال کے خلاف برزدآزمارہا، سولہویں صدی میں اُن کے عروج کا ستارہ ڈوب گیا بعد اَزاں اُنہوں نے یہاں احیائے اِسلام کے باب میں بڑی خدمات سرانجام دیں۔

1856ء تک مراکش مختلف یورپی طاقتوں کی باہمی کشمکش کا شکار رہا کبھی برطانیہ کے انگریز تو کبھی فرانسیسی اُسے شکار کرکے اپنے زیرِ اَثر لانا چاہتے رہے بالآخر یہاں انگریزوں کو شکست ہوئی اَور فرانس نے میدان مار لیا۔ 1904ء میں اِنگلینڈ اَور فرانس کے درمیان مصالحت ہوگئی اِنگلینڈ نے مراکش پر فرانس کے قبضے کی حمایت کی اَور فرانس نے مصر پر اِنگلینڈ کی قیادت کو تسلیم کرلیا۔ 1912ء میں مراکش کے دو حصے ہوئے ایک حصہ فرانس کے زیر تسلط رہا اَور دُوسرا اسپین کے تسلط میں۔

1925ء میں فرانسیسیوں اَور مراکشی حریت پسندوں جو اپنے پر غیر ملکی قابض فوجوں کے خلاف تھے باقاعدہ جنگ ہوئی کیونکہ کوئی بھی قوم زیادہ دیر تر غیر ملکی قابض فوجوں کو برداشت نہیں کرسکتی۔ فرانس کو چونکہ بہت زیادہ وسائل میسر تھے اِس لیے حریت پسند وقتی طور پر شکست کھا گئے مگر اُنہوں نے اپنی جدو جہد جاری رکھی اَور قابض فوجوں کے خلاف مزاحمت کرتے رہے بالآخر فرانسیسیوں نے نوشتہ دیوار پڑھ لیا اَور جان لیا وہ اَب زیادہ دیر تک اِس قوم کو محکوم اَور غلام نہیں رکھ سکتے۔ اِس قوم میں آزادی کی جو چنگاری پھوٹ پڑی ہے وہ

آگ کا بہت بڑا شعلہ بن کر کہیں ہمیں بھسم نہ کردے، عافیت اِسی میں سمجھی کہ اِس قوم کے اُوپر سے غلامی کا طوق اُتار دیا جائے تو اُنہوں نے 25 ر مارچ 1956ء کو مراکشی حریت پسندوں کے آگے ہتھیار پھینک دیے اَور اِس طرح حریت پسندوں نے بے پناہ قربانیوں کے بعد فرانسیسی سامراج سے نجات حاصل کر کے آزادی کا علم لہرادیا۔ اِس کے ایک ماہ بعد ہسپانوی حکومت نے بھی اپریل میں علاقے سے دست برداری کا اعلان کر دیا۔ سلطان سید محمد نے مراکش کی آئینی حکومت تشکیل دی۔

1961ء میں اُن فرزند مولے حسن باپ کی جگہ تخت نشین ہوئے اَور ''حسن ثانی'' کا لقب پایا حسن ثانی 38 سال مسلسل حکومت کرنے کے بعد 1999ء میں فوت ہوئے حسن ثانی کو ''بابائے قوم'' شمار کیا جاتا ہے اِن کا مقبرہ رباط میں بنایا گیا ہے جہاں اِن کو پورے اعزاز کے ساتھ گارڈ آف آنر پیش کیا جاتا ہے اَور چار مسلح گارڈ اِن کے مقبرے پر موجود رہتے ہیں۔ حسن ثانی کے وفات کے بعد اُن کے بیٹے سیدی محمد نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی جن کو ''شاہ محمد سادس'' کہا جاتا ہے۔ شاہ محمد سادس عوام میں بے پناہ مقبول ہیں غریبوں کی دَادرَسی کرتے ہیں عام بازاروں میں چلے جاتے ہیں اَور لوگوں سے گھل مل جاتے ہیں۔

مراکش میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دیے گئے ہیں۔ 10 مارچ 1972ء کی اِمتیازی حیثیت ختم کر کے عورتوں کو ووٹ کا حق دیا گیا۔ 1994ء کے الیکشن میں 71 عورتیں پارلیمنٹ میں منتخب ہو کر آئیں۔ مراکش کی حکومت تعلیم پر بھی خصوصی توجہ دے رہی ہے اَور اپنے مجموعی بجٹ کا 26.3 فیصدی تعلیم پر خرچ کر رہی ہے جس کی وجہ سے مراکش میں خواندگی کی شرح 55 فیصد ہے۔

مراکش میں تیل کے ذخائر بھی دریافت ہوئے ہیں جو اَندازے کے مطابق 35 سال تک ملک کی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں، مراکش کی اِکانومی کا زیادہ اِنحصار بیرونِ ممالک میں مقیم تارکینِ وطن پر ہے جو بڑی تعداد میں زرِ مبادلہ اپنے وطن بھیجتے ہیں۔ سیاحت سے بھی اِس ملک کو کافی آمدنی ہوتی ہے ایک اَندازے کے مطابق سالانہ تین ملین سیاح مراکش کا رُخ کرتے ہیں۔

تین گھنٹے بیس منٹ کی فلائٹ کے بعد جب ہمارا جہاز مراکش کے ہوائی اڈے پر اُترا تو اُس وقت وہاں دھوپ نکلی ہوئی تھی اَور درجۂ حرارت 25 ڈگری کے قریب تھا برطانیہ میں رہنے والوں کے لیے سردیوں کے موسم میں گرم موسم میسر آنا کسی نعمت سے کم نہیں۔

ائیر پورٹ پر لگی گھڑی پر نظر پڑی تو ہماری اَور وہاں کی گھڑیوں پر ایک ہی وقت تھا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ مراکش اَور برطانیہ کے کے وقت میں کوئی فرق نہیں ہر ملک میں جا کر گھڑیوں کو آگے پیچھے کرنا پڑتا ہے مگر مراکش میں اِس کی ضرورت نہیں۔

مراکش کا ائیر پورٹ ایک چھوٹا سا سنگل سٹوری ائیر پورٹ ہے جس کی بلڈنگ اَور طرزِ تعمیر سے مراکش کی تہذیب اَور ثقافت کی عکاسی ہوتی ہے۔ اِمیگریشن کاؤنٹر پر ہمارا واسطہ ایک مراکشی آفیسر سے ہوا تو ہمیں محسوس ہوا کہ یہ لوگ دیگر عرب ملکوں سعودی عرب، دوبئی، متحدہ اَمارات اَور کویت کے عربوں سے مختلف ہیں اِن کے اَندر تکبر غرور اَور بداَخلاقی کا کوئی عنصر نہیں تھا جو دیگر عرب ملکوں کا طرۂ اِمتیاز ہے اُس نے بڑے دھیمے اَور محبت بھرے اَنداز سے پوچھا آپ اصلاً کس ملک کے ہیں یہ بات اُنہیں اِس لیے پوچھنی پڑی کیونکہ ہمارے پاس برٹش پاسپورٹ تھے اَور برٹش پاسپورٹ سے اگر آدمی انگریز نہ ہو تو یہ پتہ نہیں چلتا کہ حاملِ ھذا اصلاً کس ملک سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے جب یہ کہا کہ ہم اصلاً پاکستان کے ہیں تو وہ بہت خوش ہوا اَور کہا کہ **اھلاً و سھلاً** خوش آمدید۔ اُس نے پوچھا کہ آپ پہلی مرتبہ ''مغرب'' آئے ہیں؟ دراصل جسے ہم مراکش کے نام سے جانتے ہیں اُس کو مراکش میں مغرب کہتے ہیں ''مرکیش'' ایک شہر کا نام ہے۔

''مرکیش'' :

ہمارا تین دِن قیام اِسی شہر مرکیش میں تھا کسی دُوسرے ملک میں جانے کے لیے وہاں کی کرنسی لینی ضروری ہوتی ہے۔ مراکش کے قانون کے مطابق اُس کی کرنسی درہم نہ ملک سے باہر لے جائی جاسکتی ہے اَور نہ ہی بیرونِ ملک کسی جگہ سے تبدیل اَور حاصل کی جاسکتی ہے۔ ائیر پورٹ پر کرنسی تبدیل کرنے کا آفس موجود تھا ہم نے وہاں سے کرنسی تبدیل کروائی ایک برطانوی پونڈ کے مقابلے 16 کا بھاؤ تھا جس کا مطلب ہے کہ مراکش کی کرنسی مستحکم ہے جبکہ ہمارے پاکستانی روپے کے ماشاء اللہ اِس وقت جب میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں ایک کے مقابلے میں 119 روپے مل رہے ہیں جس سے ہماری معیشت کی مضبوطی کے حکومتی دعوے میں کتنی صداقت ہے اَندازہ لگانا مشکل نہیں۔

ائیر پورٹ سے باہر نکل کر ٹیکسی والوں کو اپنے ہوٹل کا پتہ بتایا تو اُنہوں نے ایک سو درہم مانگے جو ہم نے اَدا کر دیے جو بہت زیادہ تھے اِس کا اَندازہ ہمیں اُس وقت ہوا جب ہم واپس ائیر پورٹ کے لیے روانہ

ہوئے تو ٹیکسی والے نے ہم سے 25 درہم لیے۔

مرکیش کا دُوسرا نام RED CITY ہے اِس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہاں تمام عمارتوں کا رنگ سرخ ہے یہ اِس شہر کی ایک منفرد اَور اِمتیازی شان ہے۔ مراکش پر چونکہ کئی سال تک فرنچ کا قبضہ رہا ہے جس کی وجہ سے اُن کی نشانیاں اَور باقیات ابھی تک وہاں موجود ہیں غلامی کی زندگی گزارنے والی قومیں آزاد ہونے کے باوجود غلامی کا طوق اپنے اُوپر سے اُتارنے میں ناکام رہتی ہیں، اگرچہ وہ جسمانی طور پر تو آزاد ہوجاتی ہیں مگر ذہنی غلامی سے چھٹکارا نہیں پاسکتیں۔ مراکش میں فرنچ زبان کا غلبہ ہے ائیر پورٹ اَور دیگر تمام مقامات شاہراوں اَور سڑکوں پر دونوں زبانوں میں بورڈ لکھے نظر آئے ایک عربی اَور دُوسرے فرنچ میں۔ انگریزوں کے قدم اِس میں نہیں پڑے اِس لیے انگریزی زبان میں بورڈ اَور ہدایات شاذ و نادر ہی لکھی دیکھیں۔

مراکش چونکہ فرنچ کالونی رہا ہے اِس لیے اِس ملک میں زیادہ سیاح فرانس سے آتے ہیں اِس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مراکش کے لوگ فرنچ زبان باآسانی بول لیتے ہیں اِس لیے سیاح اپنے آپ کو یہاں کسی تکلیف میں نہیں پاتے، دراَصل زبان ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے اِنسان اپنے مافی الضمیر کا اِظہار کرسکتا ہے لوگوں سے بات کرسکتا ہے اُن سے کوئی چیز پوچھ سکتا ہے مگر جس شخص کو دُوسرے ملک کی زبان سے واقفیت نہیں اُس کو سفر میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے اَور مراکشی لوگوں کے درمیان رابطے کا ایک ذریعہ ٹوٹی پھوٹی عربی تھی چھ دنوں میں ہم نے اپنی عربی کو بھی کافی امپرو (improve) کیا۔

مرکیش ایک قدیم اَور تاریخی شہر ہے یہ ایک عرصہ تک مراکش کا دارالخلافہ بھی رہا ہے زیادہ تر سیاح اِس شہر میں آتے ہیں اِس شہر کے دو حصے ہیں ''قدیم مرکیش اَور جدید مرکیش'' تاریخی اَور پرانی تہذیب سیر و سیاحت قدیم مرکیش میں ہوتی ہے، جدید مرکیش ائیر پورٹ کے ملحقہ ایریا ہے جو بہت خوبصورت اَور ماڈرن علاقہ ہے پرانی عمارتوں کو اُدھیڑ کر اُن کی جگہ بڑی بڑی اَور جدید عمارتیں تعمیر کے مراحل سے گزر رہی ہیں یہاں کی صاف ستھری اَور کشادہ سڑکیں کسی جدید ترقی یافتہ ملک کا نقشہ پیش کرتی ہیں۔

ہمارا ہوٹل اِس علاقہ میں ''عبدالکریم خطابی روڈ'' پر واقع تھا ہوٹل کا نام ''امین ہوٹل'' ہے ہوٹل کی بکنگ مولانا آفتاب صاحب نے انٹرنیٹ کے ذریعے کروائی تھی تین دِن کے لیے بہت مناسب قیمت پر ہم خوش تھے اَور دِل میں کچھ خائف بھی کہ نہ جانے ہوٹل کی کیفیت کیا ہوگی (باقی صفحہ ۵۵)

دینی مسائل

روزے نماز کی قسم کھانے کا بیان :

مسئلہ : کسی نے بیوقوفی سے قسم کھائی کہ میں روزہ نہ رکھوں گا پھر روزہ کی نیت کرلی تو ایک لمحہ گزرنے سے بھی قسم ٹوٹ گئی پورے دِن گزرنے کا اِنتظار نہ کریں گے۔ اگر تھوڑی دیر بعد روزہ توڑے گا تب بھی قسم ٹوٹنے کا کفارہ دینا پڑے گا اَور اگر یوں کہا کہ ایک روزہ بھی نہ رکھوں گا تو روزہ ختم ہونے کے وقت قسم ٹوٹے گی جب تک پورا دن نہ گزرے اَور روزہ کھولنے کا وقت نہ آئے تب تک قسم نہ ٹوٹے گی۔ اگر وقت آنے سے پہلے ہی روزہ توڑ ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ : قسم کھائی کہ میں نماز نہ پڑھوں گا پھر پشیمان ہوا اَور نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو جب پہلی رکعت کا سجدہ کیا اُسی وقت قسم ٹوٹ گئی اَور سجدہ کرنے سے پہلے قسم نہیں ٹوٹی۔ اگر ایک رکعت پڑھ کر نماز توڑ دے تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

تنبیہ : ایسی قسمیں کھانا بہت گناہ ہے اگر ایسی بیوقوفی ہوگئی تو اُس کو فوراً توڑ ڈالے اَور کفارہ دے۔

مسئلہ : قسم کھائی کہ میں ایک نماز نہیں پڑھوں گا یا فجر کی نماز نہیں پڑھوں گا تو جب دُوسری رکعت پر تشہد کے بقدر بیٹھے گا اُس وقت قسم ٹوٹے گی اِس سے پہلے نہیں ٹوٹے گی۔ اَور اگر قسم کھائی کہ ظہر کی نماز نہ پڑھوں گا تو چار رکعت کے بعد بقدرِ تشہد بیٹھنے سے قسم ٹوٹے گی اُس سے پہلے نہیں۔

مسئلہ : اگر قسم کھائی کہ نماز قضا نہ کروں گا پھر سوگیا اَور اِس سے نماز قضا ہوگئی تو اگر وقت شروع ہونے سے پہلے سویا تھا اَور وقت گزرنے کے بعد آنکھ کھلی تو قسم نہیں ٹوٹی اَور اگر وقت شروع ہونے کے بعد سویا تھا تو قسم ٹوٹ گئی۔

نعت النبی آقائے دو جہاں ختمی مرتبت ﷺ

﴿ جناب جمشید عالم منوّر صاحب صدیقی ﴾

❁ ❁ ❁

یاد آئے جب جب مصطفیٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
دِل نے کہا ، لب نے کہا ، صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

دل میں تھی کب سے آرزو اِک نعت میں بھی تو کہوں
صد شُکر وہ وقت آ گیا ، صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

قرآن نے خود کہہ دیا اُن کا مقام و مرتبہ
وہ واقعہ معراج کا ، صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

ختم نبوت تاج ہے دونوں جہاں پہ راج ہے
یعنی وہ فخر الانبیاء ، صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

میرے نبی آقائے حُسن ، میرا قلم میرا سُخن
سب کچھ ہے تیری ہی عطا ، صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

جمشید صدیقی ترا ، دِل جس کا تھا ظلمت کدہ
کتنا منّور ہو گیا ، صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

❁ ❁ ❁

بقیہ : سفرنامہ ..... چھ دِن مراکش میں

مگر ہوٹل دیکھنے کے بعد اطمینان ہوا کہ ہوٹل معیاری تھا اَور ہمیں بہت پسند آیا سویمنگ پول سمیت تمام سہولتیں میسر تھیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کا کہنا تھا کہ رہنے کی جگہ اچھی اَور پر سکون ہونی چاہیے اگر رہائش اچھی نہ ہوتو سیر و سیاحت کا سارا مزہ کرکرا ہوجاتا ہے بات اُن کی بڑی معقول ہے۔ ہوٹل کی بکنگ میں بریک فاسٹ بھی شامل تھا اَورنج کا تازہ جوس اَور چھوٹے چھوٹے پراٹھے اِس کے خاص تحفے تھے ہوٹل کے ویٹر بھی ہمارا خصوصی خیال رکھتے تھے اُنہوں نے نے ہمیں بہت پیار دیا۔ ہوٹل میں سامان رکھنے کے بعد ہم فوری طور پر سیر کے لیے نکل کھڑے ہوئے ابھی دِن بھی خاصا باقی تھا اَور ہم بھی بالکل ترو تازہ تھے۔ (جاری ہے)

خانقاہِ حامدیہ اَور رمضان المبارک

بحمد اللہ رائیونڈ خانقاہِ حامدیہ میں حسبِ معمول گزشتہ برسوں کی طرح اِس برس بھی رمضان المبارک میں ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے سالکانِ طریقت نے مسجد حامد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم کی معیت میں اعتکاف کیا اَور سلوک و احسان، ریاضت و مجاہدہ میں مشغول و مصروف رہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم کی جانب سے مسترشدین و مریدین کے لیے کچھ اِجتماعی اعمال اَور کچھ حسبِ حال ہر ایک کے لیے اِنفرادی اعمال کی ہدایات تھیں۔

اِس سال حضرت اَقدس سیّدی و مرشدی مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم نے مندرجہ ذیل تین حضرات کو خرقۂ خلافت و دَستار سے نوازا :

۱۔ مولانا اِنعام اللہ صاحب بن پیر آدم خان صاحب، ٹانک صوبہ خیبر پختونخواہ (فاضل جامعہ مدنیہ جدید)

۲۔ مولانا محمد شاہد صاحب بن محمد حنیف صاحب، اَوکاڑہ صوبہ پنجاب (فاضل جامعہ مدنیہ جدید)

۳۔ مولانا اشفاق حسین صاحب بن شیر محمد صاحب، ساہیوال صوبہ پنجاب (فاضل جامعہ مدنیہ جدید)

۲۷ رمضان المبارک بعد نمازِ ظہر خانقاہِ حامدیہ میں حضور اَقدس ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت بھی کروائی گئی جو ہم سب کے لیے بہت ہی خوش قسمتی کی بات تھی۔

اللہ تعالیٰ اِن سلاسل طیبہ کے فیوض و برکات کو اَقوامِ عالم میں تا قیامت جاری و ساری فرما کر قبولیت سے نوازے اَور ہمیں اِن مشائخ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

نام کتاب : تحفۃ النساء

تصنیف : مولانا کمال الدین صاحب

صفحات : ۳۱۲

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : اِدارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، 0322-6180738

قیمت : درج نہیں

پیشِ نظر کتاب جس کا اصل نام ''پردہ اَور حقوق زوجین'' ہے اِس میں مصنف نے اِسلام میں خواتین کی شرعی حیثیت، نکاح کے آداب، پردہ کی ضرورت، شادی کی حقیقت، اُس کا اِسلامی طریقہ اَور اِن جیسے دیگر موضوعات کو مفصل و مدلّل بیان کیا ہے، درمیان میں بہت سی نصیحت آموز حکایات ذکر کی ہیں جن سے کتاب دلچسپ بن گئی ہے، موجودہ دور میں حقوقِ نسواں سے متعلق دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے یہ کتاب خاصہ کی چیز ہے۔ کمپوزنگ کتابت اَور لیمینیشن جلد کے ساتھ یہ کتاب ہر کتب خانے میں دستیاب ہے۔

نام کتاب : سفرِ آخرت

مرتب : مولانا محمد اسحٰق صاحب ملتانی

صفحات : ۱۶۰

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : اِدارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت: درج نہیں

زیرِ تبصرہ کتاب ''سفرِ آخرت'' ایک عربی کتاب ''اَلْمَیِّتُ'' کا اُردو ترجمہ ہے جو مولانا زاہد محمود صاحب اُستاذ جامعہ قاسم العلوم ملتان نے کیا ہے۔ اِس کے ساتھ مولانا محمد اسحٰق صاحب مالک اِدارہ تالیفاتِ اَشرفیہ ملتان نے اپنے اکابر کے کچھ اِفادات بھی شامل کر دیے ہیں جس سے کتاب کی اِفادیت دوچند ہوگئی ہے۔ کتاب اپنے موضوع پر ایک اچھی کاوِش ہے۔ کتابت وطباعت عمدہ ہے۔

❁

نام کتاب : مجلّہ صفدر (شیخ المشائخ نمبر)

مرتب : سرفراز حسن خان حمزہ

صفحات : ۸۷۶

سائز : ۲۰×۲۶/۸

ناشر : مظہریہ دارالمطالعہ، حق چار یار اکیڈمی، مدرسہ ومحلّہ حیات النبی نزد فوارہ چوک گجرات

قیمت : ۵۰۰

علمی حلقوں میں شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ اپنے دور کے جامع شریعت وطریقت، عارف باللہ اَور مرتاض بزرگ تھے۔

آپ اَکابر علماءِ دیوبند کے فیض یافتہ اَور تحریک ختم نبوت کے قائد تھے۔ آپ نہایت کم گو، کم سخن، شیریں زبان تھے۔ آپ کی ذات بابرکات زُود اَثر اَور غیر متنازع تھی، ہر مسلک ومشرب کے لوگ آپ سے وابستہ تھے اَور اپنے اپنے ظرف کے مطابق آپ سے فیض پاتے تھے۔ آپ سینکڑوں مدارس و مساجد کے

سرپرست تھے۔

نصف صدی سے زیادہ سے آپ خانقاہِ سراجیہ کندیاں شریف کے مسند نشین تھے، ضرورت تھی کہ آپ کی شخصیت کو اُجاگر کرنے کے لیے اَربابِ قلم آگے بڑھیں اَور اپنے وقیع مضامین کے ذریعہ آپ کی شخصیت کو روشناس کروائیں، اللہ بھلا کرے محترم جناب سرفراز حسن صاحب کا کہ اُنہوں نے ہمت کی اَور اپنے مجلّہ ''صفدر'' کا ایک وقیع نمبر حضرت خواجہ صاحبؒ کی شخصیت کے حوالے سے شائع کیا۔

اِس ضخیم اَور وقیع مجلّہ میں دس اَبواب کے تحت حضرت خواجہ صاحبؒ کی شخصیت کے متعلق مختلف مضامین درج کیے گئے ہیں جو ملک کے نامور اہلِ علم اَور اہلِ قلم کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اِس نمبر کے شائع ہونے سے حضرت خواجہ صاحبؒ کا حق اَدا ہو گیا تاہم اِس قدر جلد اِتنے ضخیم نمبر کے آجانے سے حضرت خواجہ صاحبؒ کی شخصیت کے تعارف کے ساتھ ساتھ دیگر حضرات کو کام کرنے کا موقع اَور حوصلہ ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اِس نمبر کے شائع کرنے والے حضرات کی محنت کو قبول فرما کر اپنے شایانِ شان اَجر عطا فرمائے، آمین۔

❋

نام کتاب : تذکرہ وسوانح اَمیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

تالیف : مولانا عبد القیوم حقانی

صفحات : ۳۱۶

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : اَلقاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

قیمت : درج نہیں

مولانا عبد القیوم حقانی ملک کے معروف قلمکار ہیں تذکرہ وسوانح پر لکھنا آپ کا خاص موضوع ہے۔ پہلے بھی بہت سی شخصیات پر آپ لکھ چکے ہیں زیرِ تبصرہ کتاب آپ کے قلم کا نیا شاہکار ہے۔ یہ کتاب آپ نے اَمیر شریعت حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کی سوانح سے متعلق تحریر فرمائی ہے، اِس کتاب میں گیارہ اَبواب ہیں اِن ابواب کے تحت مولانا موصوف نے حضرت شاہ جیؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر تفصیل

سے لکھا ہے۔ حضرت شاہ جیؒ کی سوانح پر اگرچہ اِس سے پہلے بھی بہت سی کتابیں شائع ہو چکی ہیں تاہم یہ کتاب اِس حیثیت سے ممتاز ہے کہ اِس میں اُن سب کتابوں کا خلاصہ آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی کاوِش کو قبول فرمائے اَور مزید کی توفیق دے۔

نام کتاب : کلیاتِ اَشعر

مرتب : مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

صفحات : ۲۸۰

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : مکتبہ ختم نبوت بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

قیمت : ۱۸۰

زیر تبصرہ کتاب ''کلیاتِ اَشعر'' مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا عبدالرحیم اَشعر رحمہ اللہ کی سوانح اَور اِفادات پر مشتمل ہے اِس کتاب کو مصنف نے درج ذیل آٹھ اَبواب پر تقسیم کیا ہے۔ باب اَوّل حیات و خدمات، باب دوم اِنٹرویوز، باب سوم مرزائیت اَور کذبِ مرزا، باب چہارم مسئلہ ختم نبوت، باب پنجم ختم نبوت کے خلاف قادیانی دلائل اَور جوابات، باب ششم حیات عیسیٰ علیہ السلام، باب ہفتم حیات مسیح علیہ السلام کے خلاف قادیانی دلائل اَور اُن کے جوابات، باب ہشتم تصنیفاتِ اَشعر۔

مصنف زید مجدہ نے کتاب کی تصنیف میں حضرت مولانا اَشعرؒ کی اِملائی کاپی کو پیش نظر رکھا ہے جس میں یہ تمام باتیں مولانا مرحوم کی زبانی درج کی گئی تھیں۔ کتاب کا نام محل نظر ہے کیونکہ یہ نام عموماً شعری مجموعوں یا مقالات کا رکھا جاتا ہے نہ کہ سوانحات کا، بہرکیف کتاب اپنے موضوع پر عمدہ کاوِش ہے خاص طور پر مناظرانہ ذوق رکھنے والے حضرات کے لیے ایک اچھی چیز ہے۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

یکم شوال المکرّم/۱۱ر ستمبر کو جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں عید الفطر کی نماز شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے پڑھائی۔

۱۱ر شوال المکرّم/۲۱ر ستمبر سے جامعہ مدنیہ جدید میں نئے تعلیمی سال کے داخلے شروع ہوئے اَور کثیر تعداد میں طلباء کی آمد شروع ہوگئی اَور اِسی روز سے تعلیم کا آغاز ہوا، والحمدللہ۔

۵ر ستمبر کو حضرت مولانا محمد حسن صاحب عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے اَور ۲۷ر ستمبر کو بخیریت واپسی ہوئی، اللہ تعالیٰ مولانا کے اِس سفر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، آمین۔

حضرت مہتمم صاحب کے اَسفار : (بقلم : شریکِ سفر مولانا اِنعام اللہ صاحب، خادم خانقاہِ حامدیہ)

۲۲ر ستمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ کے فاضل مولانا اعظم صاحب کی دعوت پر جامعۃ الحسن میں اَسباق کی بسم اللہ (اِفتتاحِ کتب) کے لیے کوٹ رادھا کشن تشریف لے گئے جہاں آپ نے طلباء کو علم کی اہمیت کے موضوع پر مختصر بیان فرمایا اَور دُعا فرمائی۔

۲۵ر ستمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ کے فاضل مولانا نیاز احمد صاحب کی دعوت پر جڑانوالہ میں نئے قائم ہونے والے جامعہ مدنیہ تعلیم الاسلام کی اِفتتاحی تقریب میں شرکت کے لیے جڑانوالہ تشریف لے گئے جہاں مولانا جمیل احمد صاحب قادری، جناب شیخ نجم الدین صاحب اور اُن کے بھائی جناب شیخ حسام الدین صاحب حضرت صاحب کے اِستقبال کے لیے موجود تھے۔ بعد نمازِ مغرب حضرت صاحب نے علماء، طلباء اَور عوام سے ''دین کی اہمیت اَور ضروریاتِ دین کو سیکھنے'' کے موضوع پر تفصیلی بیان فرمایا۔ بعد اَزاں مولانا نیاز احمد صاحب کی خواہش پر حضرت صاحب نے نئے طلباء کے سبق کا آغاز فرمایا اَور دُعا فرمائی۔ نیز شیخ صاحبان کے اِصرار پر چند منٹ کے لیے اُن کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اَور خیر و برکت کی دُعا کی۔ رات دس بجے شیخ صاحبان سے اِجازت چاہی اَور لاہور کے لیے روانہ ہوئے، رات ایک بجے بخیریت گھر پہنچ گئے، والحمدللہ۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں "جامعہ مدنیہ جدید" محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں "بیت الحمد" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)